

أَبْرَارٌ طَائِفَةٌ رَافِعَةٌ

عَنْ أَبِي حَسَنٍ

Scanned and Uploaded By

فروع نعت لابن سيرين
گوجرانوالہ

ابن سيرين



امیدِ طیبہ رسی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

Scanned and Uploaded By

فروعِ نعتِ لائبریری گو جرانوالہ

أُمیدِ طیبہ رسی

الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ

أُمیدِ طیبہ رسی منہ نہ موڑنا مجھ سے
اندھیری رات میں واحد چراغ تو ہے مرا

Scanned and Uploaded By

فروعِ نعتِ لائبریری گو جرانوالہ

اُمیدِ طیبہ رسی

عزیز احسن

Scanned and Uploaded By

فروعِ نعت لائبریری گو جرانوالہ

ناشر

نعت ریسرچ سینٹر، B-50، سیکٹر A-11، نارٹھ کراچی،

کراچی۔ 75850

ISBN-978-969-8918-17-0

فروعِ نعت لائبریری گو جرانوالہ

ضابطہ

کتاب:	”اُمیدِ طیبہ رسی“
مصنف (شاعر):	عزیز احسن
بار اول:	شعبان المعظم ۱۴۳۳ھ جولائی ۲۰۱۲ء
صفحات:	۱۲۸
تعداد:	۵۰۰
قیمت:	۱۵۰ روپے
کمپوزنگ:	رضا کمپوزنگ پارلر (کراچی)
سرورق:	محمد ابو بکر صدیق
ناشر:	نعت ریسرچ سینٹر، B-50، سیکٹر 11-A، نارتھ کراچی، کراچی۔ 75850

email: naatrc@gmail.com

abdulazizkhan49@gmail.com

Web: www.naatrang.net

www.naatresearchcenter.com

تعاون: بزمِ یوسفی، A-12 بلاک 13، گلستانِ جوہر، کراچی: 75290

ISBN-978-969-8918-17-0

Scanned and Uploaded By

فروعِ نعت لائبریری گو جرانوالہ

انتساب

ہجر کی شب کے نام
جس کی تاریکیوں میں بھی
”طیبہ رسی“ کی تمنائے..... ہر سو

اجالا کیا

ایسی محروم آنکھیں

جو طیبہ کی راہوں میں

بینائیاں واردینے کو تیار تھیں

اور ہیں

ایسے دل جن میں طیبہ رسی کی

تمنائیں بیدار ہیں

میری مدحت کے سارے حروف

ان کے جذبوں کی پاکیزگی

فروع نعت لائبریری گو جرانوالہ

امید طیبہ رسی

اور نزہت کے نام

جن کے فکری دریچوں سے

چھن چھن کے ہر آنے والی

کرن

اور تابندگی نے

مرے قلب مضطر کوتاہاں کیا

ایسے ہر شاعر بے وسیلہ کے نام

جس کی مدحت میں

طیبہ رسی کی تمنائیں روشن رہیں

پر وہ آنکھیں در شاہ طیبہ

کے منظر سے عاجز رہیں

صرف امید طیبہ رسی

کی کرن

شمع ساں ان کی آنکھوں میں روشن رہی

اور وہ بچھ گئیں

چودہ صدیوں میں

طیبہ کی جانب رواں

کاروانوں کے نام

جن میں مدحت گزاران آقا

بھی تھے

سب کے سب مضطرب روح

بے تاب آنکھیں لیے

روضہ سرورِ دین کا سودا لیے

راہِ طیبہ میں وارے گئے

قافلوں کے سبھی ساربانوں کے نام

ان سفینوں کے نام

جن کی منزل تو طیبہ تھی

لیکن کہیں بحر کی تند موجوں میں پھنس کر

سمندر کا حصہ بنے

شاہراہوں میں چلتے ہوئے

جو مدینے پہنچے کے خوابوں کو

آنکھوں میں اپنی سجائے

گھروں سے چلے تھے..... مگر

راہ میں کھو گئے

اور امر ہو گئے

کارواں، دشت و صحرا کی

بے رحم صرصر کی زد میں رہے

اور گم ہو گئے

فروع نعت لائبریری گو جرانوالہ

امید طیبہ رسی

جن کے نام و نشان
راہ میں مٹ گئے
وہ مسافر جو طیبہ کی جانب چلے
آسماں پر اڑے
اور وہیں سے فضاؤں کے
بے رحم قدموں تلے دب گئے
اور کچلے گئے
قلبِ مضطر کے نام
جسمِ بے زر کے نام
جانِ مضطر..... کہ جس کو بدن کی رفاقت میں
طیبہ پہنچنے کی امید نے
آخری سانس تک
زندگی کی رفق کا اجالا دیا
غالبِ خستہ جس نے کہا
شاہ سے
نذر کردوں گا میں
اجرج آپ کے
گر مجھے شاہِ ہندوستان
لے چلیں

ساتھ اپنے وہاں (۱)

انتسابِ سخن

غالبِ خستہ کے

اُس سخن سے بھی ہے!

نذرِ اقبال کرتا ہوں میں یہ سخن

جس کی تخیل کے طائروں کی

اڑائیں ہی طیبہ میں تھیں

جس کو ہر شے میں

نورِ نبی بے گماں

ضوفشاں ہی ملا! (۲)

فیض کے نام!

جس نے اشاروں کنایوں میں

نعتیں کہیں (۳)

جس کے آدرش میں

دینِ اسلام کی

روشنی ہی رہی

جس کے لفظوں میں

تہذیبِ اسلام تا عمر زندہ رہی

جس نے الحاد کیشوں میں رہ کر بھی

فروع نعت لاجبیری گو جرانوالہ

اُمیدِ طیبہ رسی

نامِ خدا ہی لیا (۴)

جس کی یادوں میں ایسے ہی آباء رہے

سنگ و صحرا پہ جو

روشنائی سے اپنے لہو کی..... رقم

سچ ہی کرتے رہے (۵)

اور جس کے لبوں پر لقائے نبی

کا ترانہ رہا

جو حدیثِ نشاطِ لقائے نبی

خود رقم کر گیا (۶)

میرے الفاظ میں

فیض کا فیض ہے (۷)

اس لیے انتسابِ کتابِ تمنا بھی

تابندہ ہے!



ہفتہ ۹ شعبان ۱۴۳۳ھ..... ۳۰ جون ۲۰۱۲ء

غالب جو اس سفر میں مجھے ساتھ لے چلیں

حج کا ثواب نذر کروں گا حضور کی

(دیوانِ غالب)

فروع نعت لائبریری گوجرانوالہ

امیدِ طیبہ رسی

.....۲

ہر کجا بنی جہانِ رنگ و بو
آں کہ از خاش بروید آرزو
یا ز نورِ مصطفیٰ او را بہاست
یا ہنوز اندر تلاشِ مصطفیٰ است

(جہاں جہاں رنگوں اور خوشبوؤں کی دنیا نہیں دیکھتے ہو ایسی دنیا میں جن کی خاک سے آرزو جنم لیتی ہے۔ یا تو ان کی قیمت اور چمک دمک نورِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے قائم ہے یا وہ دنیا میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کی متلاشی ہیں) (جاوید نامہ۔ اقبال)

۳..... ملاحظہ ہو: ”غزل میں نعت کی جلوہ گری“..... ڈاکٹر سید محمد ابوالخیر کشفی (نعت رنگ

۹-ص: ۱۳)

۴..... ”ہوئی پھر امتحانِ عشق کی تدبیر بسم اللہ“۔ نسخہ ہائے وفا۔ ص: ۳۳۱۔

۵..... ”بہ نوکِ شمشیر“ سرِ وادی سینا: نسخہ ہائے وفا۔ ص: ۳۶۸۔

۶..... اس جافقظ حدیثِ نشاطِ لقائے تو (اس طرف صرف آپ کے دیدار کی خوشی کی باتیں




ہیں) نسخہ ہائے وفا۔ ص: ۷۰۲۔

۷..... انتساب [سرِ وادی سینا] نسخہ ہائے وفا۔ ص: ۳۸۹۔



فروع نعت لاجبیری گو جرانوالہ

اُمیدِ طیبہ رسی



فہرست

- 15 مصنف..... ایک تعارف 
- 17 عرض مرتب..... منظر عارفی 
- 20 جوازِ حرفِ آرزو..... عزیز احسن 

حمد باری تعالیٰ

- 29 جو پھول اپنے رنگ میں خوشبو میں ہو جدا 
- 30 حمد رب کے نخل پر آیا ثمر اشعار کا 




مناجات

- 32 دعا کو بھیک مل جائے اثر کی 
- 34 یارب! زوالِ ملتِ بیضا کو ٹال دے 

دعاۓ قطعہ

- 36 میرے اللہ! گناہوں کے مرض سے ہو شفا 

دعا

- 37 رب کریم اب مجھے مدح کا کچھ ہنر بھی دے 
- 39 توفیقِ ثنائے شہِ ابرار جو دی ہے 
- 42 بجائے اس کے کہ عبرت نشان ہو جائے 

العظمت للہ

- 44 خوشا کہ پھر حرمِ پاک تک رسائی ہے 

تمناؤں کا چمن

- 46 اسوۂ سرکارِ دو عالم میں ڈھل جاؤں تمام
نعتیں
- 50 میرا خامہ جو یا نبی لکھے!
- 54 رب کا منشا ہے کہ پھیلے شہِ ابرار کی بات
- 56 وائِم ہو جب بھی بزمِ حساب و کتاب کی
- 58 نویدِ طیبہ رسی جب کبھی نہیں آئی
- 60 توفیقِ ثنا جو مل رہی ہے
- 62 عیاں تو ہونی ہی تھی عظمتِ حضورِ ضرور
- 64 عزیزِ شہرِ نبی شہرِ آرزو ہے مرا
- 66 خوشا کہ دل کی ہے بس ایک ہی طلبِ شب و روز
- 69 صد شکرِ ذوق و شوق سے کہتے ہیں نعت ہم
- 71 نورِ احمد کی اس دم ہوئی گفتگو
- 74 مجھے بھی یاد ہے وہ دن کہ جب میں شاداں تھا
- 77 تعلق جب نظر کا سبز گنبد سے ہوا تھا
- 79 حبِ آقا مترشح اگر اشعار سے ہو!
- 81 بابِ جبریل کھلا ہے مرے دل پر اب تک
- 83 دل چاہتا ہے یادِ شہِ دیں میں خوب رو
- 85 دیں کی سچائی سے مضبوط جو پیمان ہو جائے
- 87 ہوں منتظرِ ساعت، وہ چشمِ کرم اٹھے
- 89 متن میں ہو جو ذکرِ نبیِ صوفشاں
- 91 ہو لیلائے جاں کا جو محملِ حضورِ

فروع نعت لائبریری گوجرانوالہ

اُمیدِ طیبہ رسی

- 94 اسوہ ختم الرسل سے ہو جو محکم رابطہ
- 96 جہاں جہاں مرے خالق کا نور پھیلا ہے
- 98 حضور میری طرف بھی ہوا کنگاہِ کرم
- 99 ان فضاؤں میں جسد ہے روح کب موجود ہے
- 100 تین شعر: نظر کو گنبدِ خضرا کی بھیک ملتی رہی
- 101 مدینہ چھوڑ کے جانا ہے ایک بے کس کو
- 103 دائم دل و دیدہ میں ہو گلزارِ مدینہ
- 104 فراق کا عالم
- 105 ہائیکو: میرے آقا فراق کا عالم
- 105 ہائیکو: ادبار کی رتیں تو ٹھہر ہی گئیں حضور
- 106 رات کے چھوٹے سے حصے میں سفر تالا مکاں
- 107 وہ جس کے نور سے یہ خاکداں درخشاں ہے
- 109 مدحت کی آرزو
- 111 پیروی شدہ دیں سے ہو میسر عرفان
- 113 جمال و حسن رسالت مآب دیکھتے ہیں
- 114 بشارت

مناقب

- 116 سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ
- 117 حضرت علی رضی اللہ عنہ
- 120 اصحاب (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) النبی (صلی اللہ علیہ وسلم)
- 123 منقبت حسین رضی اللہ عنہ
- 126 شاہ جیلاں رضی اللہ عنہ

مصنف: ایک تعارف

نام: عبدالعزیز خان ولد عبدالحمید خان

قلمی نام: عزیز احسن

پیدائش: ۱۴ شوال المکرم ۱۳۶۶ھ مطابق: ۳۱ اگست ۱۹۴۷ء (جے پور)

[تاریخ پیدائش بمطابق تعلیمی اسناد: ۴ جون ۱۹۴۹ء]

ہجرت: والدین کے ساتھ پاکستان آمد مئی ۱۹۴۸ء

تعلیم: ایم۔ فل (اقبالیات)، ایم۔ اے (تاریخ اسلام)، ایل۔ ایل۔ بی،

بی۔ کام، فاضل اردو، فاضل فارسی۔ ریسرچ اسکالر، جامعہ کراچی۔

تصانیف:

۱۔ اردو نعت اور جدید اسالیب (تنقیدی مضامین کا مجموعہ) ۱۹۹۸ء

۲۔ تیرے ہی خواب میں رہنا (شعری مجموعہ) ۲۰۰۰ء

۳۔ نعت کی تخلیقی سچائیاں (تنقیدی مضامین کا مجموعہ) ۲۰۰۳ء

۴۔ کرم و نجات کا سلسلہ (نعتیہ کلام) ۲۰۰۵ء ✓

۵۔ ہنر نازک ہے (تنقیدی مضامین کا مجموعہ) ۲۰۰۷ء

۶۔ شہپر توفیق (نعتیہ کلام) ۲۰۰۹ء ✓

۷۔ نعت کے تنقیدی آفاق (تنقیدی مضامین کا مجموعہ) ۲۰۱۰ء

۸۔ رموزِ بخودی کا فنی و فکری جائزہ (مقالہ ایم فل اقبالیات) ۲۰۱۱ء

۹۔ امیدِ طیبہ رسی (نعتیہ کلام..... پیش نظر) ۲۰۱۲ء ✓

فروع نعت لائبریری گو جرانوالہ اُمیدِ طیبہ رسی

تحقیقی مقالہ: ”اردو نعتیہ ادب کے انتقادی سرمائے کا تحقیقی مطالعہ“

(مارچ ۲۰۱۲ء جامعہ کراچی میں پیش کیا جا چکا ہے)

تالیفات:

- ۱۔ جواہر النعت (نعتیہ انتخاب) ۱۹۸۱ء
- ۲۔ م ص (نعتیہ کلام) فدا خالدی دہلوی ۱۹۸۳ء
- ۳۔ آتشِ احساس (مجموعہ غزلیات) فدا خالدی دہلوی ۱۹۸۴ء
- ۴۔ خوابوں میں سنہری جالی ہے (نعتیہ کلام) صبیحِ رحمانی ۱۹۹۷ء
- ۵۔ قصرِ بلند، یعنی مطالعہ قرآن، ایچ ایچ امام اکبر آبادی، ۲۰۰۱ء
- ۶۔ سید گل، ایچ ایچ امام اکبر آبادی، ۲۰۰۱ء



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

عرضِ مرتب:

اللہ رب العزت کا بے حساب شکر ہے، کہ ابتداً اپنے استادِ محترم حضرت عارف اکبر آبادی مرحوم کا مجموعہ حمد و نعت و مناقب و مرثیٰ ”عرفانیاتِ عارف“ مرتب کرنے کے بعد اب جس کتاب کو مرتب کرنے کی سعادت حاصل ہو رہی ہے وہ نعت کی کتاب ”اُمیدِ طیبہ رسی“ ہے۔ ”اُمیدِ طیبہ رسی“ اُس نعت گو شاعر، نقادِ نعت، اور محققِ نعت کا حمدیہ، نعتیہ اور منقبتی کلام ہے جسے ہم سب جناب عزیز احسن کے نام سے جانتے ہیں۔

”اُمیدِ طیبہ رسی“ (۲۰۱۲ء) سے پہلے جناب عزیز احسن صاحب کا پہلا نعتیہ مجموعہ ”کرام و نجات کا سلسلہ“ کے نام سے ۲۰۰۵ء میں کراچی سے شائع ہوا۔ اور پھر ۲۰۰۹ء میں دوسرا نعتیہ مجموعہ ”شہپر توفیق“ کے نام سے نعت کے اُفق پر طلوع ہوا۔

فی زمانہ جس قسم کی نعتیں لکھی جا رہی ہیں ناقدینِ نعت انہیں دو حصوں میں تقسیم کرتے ہیں۔ ایک حصہ وہ ہے جو روایتی یا کلاسیکی نعت پر مشتمل ہے اور حدِ نگاہ تک پھیلا ہوا ہے۔ متذکرہ حصہ نعت کے دو مقاصد کے علاوہ کوئی تیسرا مقصد نہ نظر آتا ہے اور نہ سمجھ میں آتا ہے۔ پہلا مقصد، نعت گوئی کے ذریعے ثواب کا حصول اور دوسرا مقصد اللہ کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے دیوانہ وار اپنے دلی، دماغی، روحانی اور ایمانی جذبات کا بغیر سوچے سمجھے اظہار۔

دوسرا حصہ نیم جدید اور (بطورِ مقدار بہت کم) جدید نعت پر مشتمل ہے۔ نعت کے متذکرہ حصے میں (تھوڑی سی تبدیلی کے ساتھ) دو مقاصد تو وہی ہیں جو پہلے حصے کی ذیل میں ذکر

فروع نعت لا بحریری گو جز انوالہ

اُمیدِ طیبہ رسی

ہوئے۔ یعنی نعت گوئی کے ذریعے حصولِ ثواب اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے دلی، دماغی، روحانی اور ایمانی جذبات کا بغیر سوچے سمجھے اظہار۔ لیکن اس میں ایک تیسرا مقصد بھی شامل ہے۔ اور اسی مقصد نے نعت کے اس حصے کو نیم جدید اور جدید بنا دیا ہے۔ اور وہ ہے نعت کے ذریعے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات، اقوال و افعال اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ جسے قرآن مجید نے اسوۂ حسنہ فرمایا ہے، کا صحیح، بھرپور اور مسلسل ابلاغ۔ اور نعت میں یہ وہ ”مقصد“ ہے جو افضل ترین ہے۔ اس کی مثال کو قرآن مجید کی تلاوت اور اس کے احکامات پر عمل سے سمجھئے، کہ قرآن مجید کی تلاوت بھی بلا شک و شبہ افضل عمل ہے لیکن قرآن مجید کے اوامرو نواہی پر عمل افضل ترین عمل ہے۔

اللہ کے محبوب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف و توصیف، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اور کمالات و اختیاراتِ مقدسہ پر خوش گمان رہنا اور اس کا برملا اظہار بلا شک و شبہ امرِ سعادت ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ اطاعت و اتباعِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نور علی نور ہے۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان صرف تعریف و توصیفِ ثنائیِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہی میں رطب اللسان نہیں رہتے تھے بلکہ زبانِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم پر آئے ہوئے ہر ہر چھوٹے سے چھوٹے اور بڑے سے بڑے حکم پر انہوں نے ایسا عمل کیا، کہ رہتی دنیا تک کے لیے اس حوالے سے اپنے آپ کو یوں منوایا، کہ زمانہ یہ کہنے پر مجبور ہو گیا، کہ ”خاص ہے ترکیب میں قومِ رسولِ ہاشمی“۔

الحمد للہ! جناب عزیز احسن صاحب کا شمار ان نعت گو شعراء میں ہوتا ہے جو نعت کے اُس حصے سے تعلق رکھتے ہیں جسے نیم جدید اور جدید مانا جاتا ہے۔ جب میں اُمیدِ طیبہ رسی کی نعتوں کا انتخاب کر رہا تھا تو مجھے اندازہ ہوا، کہ عزیز احسن صاحب نے نعت کے لیے بڑی حد تک روایتی اور کلاسیکی ماحول سے ہٹ کر نعت میں سوچ کے نئے زاویوں کے درہی نہیں کھولے بلکہ نئی نئی زمینیں بھی تیار کی ہیں اور ان پر نعتیہ اشعار کہے ہیں۔ مصرعِ طرح اور مقرر شدہ ردیفوں میں کہی جانے والی نعتیں میری گفتگو کا موضوع نہیں ہیں۔ قاری جب ”اُمیدِ طیبہ رسی“ کا مطالعہ کرے گا تو میرے

فروع نعت لائبریری گوجرانوالہ

اُمیدِ طیبہ رسی

مشاہدے کو خصوصیت کے ساتھ محسوس کرے گا۔

علامہ اقبال پر واقع تحقیق اور وسیع مطالعے نے عزیز احسن صاحب کو اقبال کی ”فکر“ اور ”طبیعت“ کے بہت قریب کر دیا ہے۔ غالباً یہی وجہ ہے، کہ اُن کے نعتیہ کلام میں ”مدحت“ سے زیادہ اُمت کی بداعتقادی، بے راہ روی، گمراہی، اور سنتوں کے مطابق عملی زندگی سے مجرمانہ غفلت جیسے موضوعات پر تنقید و تہدید بہت کثرت اور بڑی شدت سے نظر آتی ہے۔

میرے ذہن میں ”مرتب“ کی ایک خاص صورت گری ہے۔ اس صورت گری کے مطابق میں چاہتا تھا، کہ یہاں کچھ مرتب کی خصوصیات سے بھی بحث کروں لیکن تنگی صفحات کا خیال بھی پیش نظر ہے۔ سو اپنا کلام موقوف کر کے اتنا اور عرض کرنا چاہتا ہوں، کہ:

”اُمیدِ طیبہ رسی“ کا قاری بہت توجہ کے ساتھ عزیز احسن صاحب کے اس نعتیہ مجموعے کا مطالعہ کرے اور نعت کے نیم جدید موضوعات سے حظ اُٹھائے۔

ناقدینِ نعت اور اہلِ دانش و بینش اس مجموعے کے کلاموں کو مختلف علمی و ادبی پہلوؤں سے پرکھیں۔ اور قرآن و سنت اور تاریخی شواہد کے تناظر میں اس پر گفتگو کے دائرے کو غیر مشروط وسعت دیں۔

عزیز احسن صاحب کی بالعمایت عمر، صحت، علم و اخلاص میں برکت کی دعا میں میرے ساتھ شامل رہیے اور مرتب کی حیثیت سے جو غفلتیں کمزوریاں یا خامیاں مجھ سے شعوری یا غیر شعوری طور پر سرزد ہو گئی ہیں اس سے درگزر فرمائیے۔ اس کتاب کی ترتیب کے دوران میں نے خود کو دانستہ کہیں بھی ناقد، مبصر یا تجزیہ نگار بنانے کی کوشش نہیں کی اور یہ میرا منصب بھی نہیں ہے۔ جناب عزیز احسن صاحب کا تیسرا نعتیہ مجموعہ ”اُمیدِ طیبہ رسی“ آپ کے مطالعے کا منتظر ہے.....

والسلام۔

منظر عارفی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

جوازِ حرفِ آرزو!

الحمد للہ! ”شہپر توفیق“ میں شائع ہونے والے کلام کے بعد جنوری ۲۰۰۹ء سے جولائی ۲۰۱۲ء تک، حمد، دعا و مناجات، نعت اور مناقب کی صورت میں جو کلام موزوں ہو سکا وہ ”امیدِ طیبہ رسی“ کی صورت میں پیش کرنے کی توفیق مل رہی ہے۔

میں نعتیہ شاعری کے حوالے سے کچھ فکری نکلتے ذہن میں رکھتا ہوں اس لیے بہت کم شاعری کرتا ہوں۔ میری پہلی ترجیح یہ ہوتی ہے کہ شاعری کا متن بننے والا کوئی خیال ”شریعت“ سے متصادم نہ ہو! پھر اسلوب میں جس حد تک ادبیت یا شعریت پیدا کی جاسکتی ہے اس کے لیے بھی تھوڑی سی شعوری کوشش کرتا ہوں۔ شاعری ”وہی“ نعت ہے۔ یہ کوشش سے کی تو جاسکتی ہے لیکن موزونیت اور اسلوب کی شگفتگی اللہ رب العزت کی تائید اور اس کی عطا کے بغیر ممکن نہیں ہوتی۔ شاعری کی صلاحیت رکھنے کے باوجود ہر شاعر بہت اچھی شاعری کرنے پر قادر نہیں ہوتا کیوں کہ یہ

امیدِ طیبہ رسی

فروعِ نعتِ لائبریری گوجرانوالہ

سارا معاملہ واہب العطایا، مالکِ ارض و سماوات کی دین پر منحصر ہے۔

بہر حال، جس طرح دیگر نعمتوں کے جائز اور مناسب استعمال کے حوالے سے انسان کا احتساب ہوگا اسی طرح اسے بخشی گئی صلاحیتوں کا بھی حساب ہوگا۔ شاعری بھی احتساب کا باعث بنتی ہے تب ہی تو حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عرب کے دور جاہلیت کے سب سے بڑے شاعر امراء القیس کے بارے میں فرمادیا تھا: ”اشعر الشعراء وقائدہم الی النار“ یعنی وہ شاعروں کا سرتاج تو ہے ہی، لیکن جہنم کے مرحلے میں ان سب کا سپہ سالار بھی ہے۔

اس کے برعکس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عنترہ کا ایک شعر سماعت فرما کر ارشاد فرمایا تھا: ”کسی عرب کی تعریف نے میرے دل میں اس کا شوقِ ملاقات نہیں پیدا کیا۔ لیکن میں سچ کہتا ہوں کہ اس شعر کے نگارندہ کے دیکھنے کو میرا دل بے اختیار چاہتا ہے۔“

عنترہ کے شعر میں اسلوب کی شگفتگی کے ساتھ جو خیال شعر کا متن بنا تھا اس کی صداقت اور انسانی معاشرے پر اس کے مثبت اثرات کے پیش نظر ہی آقائے نامدار جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے عنترہ سے ملنے کی خواہش ظاہر فرمائی تھی۔ اب عنترہ کا شعر ملاحظہ فرمائیے۔

ولقد ابیت علی الطوی و اظله

حتی انال بد کریم الماکل

”میں نے بہت سی راتیں محنت و مشقت میں بسر کی ہیں تاکہ میں اکلِ حلال کے قابل

ہو سکوں۔“

شعر کا یہی معیار ہے جو ہر مسلمان شاعر بلکہ ہر ایسے شاعر کو پیش نظر رکھنا چاہیے جو یہ بات اچھی طرح جانتا ہے کہ اس کا شعر معاشرے پر کچھ نہ کچھ بھلے برے اثرات مرتب کر سکتا ہے۔ لہذا وہ برے اثرات سے بچنے اور اچھے اثرات ڈالنے کی غرض سے شعر کہے۔ یہی نظریہ ”ادب برائے زندگی“ کا بنیادی نظریہ ہے۔ الحمد للہ! حمد و نعت کہنے والے جو ادب تخلیق کر رہے ہیں وہ کسی نہ کسی حد تک ”ادب برائے زندگی“ کے ذیل میں آتا ہے اور میں بھی ایسی کوششوں میں

فروع نعت لاجبیری گو جرانوالہ

امیدِ طیبہ رسی

مصروف ہوں۔ یہ الگ بات کہ شاعری کی دنیا میں اسلوب اور شعری صلاحیت کے اظہار میں سب یکساں نہیں ہیں۔ کوئی بہت اچھا شاعر ہے کوئی ذرا کم اچھا ہے۔ لیکن حمد و نعت کہنے والا جو شاعر بھی فکری اور ادبی حسن و قبح سے آشنا ہے وہ کچھ نہ کچھ ایسی بات ضرور کہہ جاتا ہے جو اسلامی فکر سے انسلاک کے باعث معاشرے پر مثبت اثرات مرتب کرنے والی ہوتی ہے۔

نعتیہ شاعری دراصل اسلامی تعلیمات کے پھیلاؤ کا سبب بن سکتی ہے۔ علاوہ ازیں حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ اپنانے کی ترغیب ہو سکتی ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا داعیہ پیدا کرنے کا محرک بھی بن سکتی ہے۔ کیوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت مسلمان کے ایمان کی کاملیت کا سبب بنتی ہے۔ اس لیے یہ شاعری، معاشرے پر لازماً کچھ نہ کچھ اچھے اثرات مرتب کر سکتی ہے۔ نعت گو شعراء بہت اچھے اچھے بھی ہیں اور مجھ جیسے معمولی بھی لیکن اتنا ضرور ہے کہ جو شاعر، شعریت اور شریعت سے باخبری کا ثبوت دیتا ہے وہ نعتیہ ادب میں کہیں نہ کہیں جگہ پالیتا ہے۔ نعت گو شاعر کا سب سے بڑا مسئلہ تو یہی ہوتا ہے، کہ وہ اپنے کلام کی توقیر بڑھانے کے لیے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح کرتا ہے۔ بقول حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ۔

ما ان مدحت محمدًا بمقالتی

ولکن مدحت مقالتی بمحمدی

(میں نے اس شعر سے سرورِ عالم کی تعریف کی ہے۔ اس سے ان کی قدر افزائی نہیں ہوئی بلکہ میرا کلام ان کے ذکر سے رفیع ہو گیا ہے)

لا ریب ہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح کر کے ان کے مرتبے میں اضافے کا سبب نہیں بنتے بلکہ ان کے ذکر سے اپنے کلام کی قدر بڑھانا چاہتے ہیں۔

چنانچہ میرا مسئلہ بھی یہ ہے کہ شعر گوئی کی صلاحیت کو زیادہ سے زیادہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح کر کے اپنے لیے آخرت کا سامان پیدا کرنے کی کوشش کروں اور آپ صلی اللہ علیہ

وسلم کے صوری جمال، معنوی حسن اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کی خوبیوں کا تذکرہ کر کے اپنے کلام کی قدر بڑھانے کی کوشش کرتا رہوں۔ یہ الگ بات کہ مدحتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بحرِ ناپیدا کنار میں میری یہ کاغذ کی ناؤ کہاں تک آگے بڑھ سکتی ہے اور کب تک تیر سکتی ہے؟..... ایک بات طے ہے کہ ان شاء اللہ میری شعوری ارادت اور اخلاصِ نیت سے لکھا ہوا کوئی نہ کوئی شعر ہی میرے لیے زادِ آخرت بن جائے گا!

میں نے اپنے کسی شعر کو کبھی حتمی کلام نہیں سمجھا ہے۔ میں اپنے اشعار میں وقتاً فوقتاً تبدیلیاں کرتا رہتا ہوں۔ اس کے باوجود چوں کہ شاعری کا دار و مدار ”تخیل“ (IMAGINATION) پر ہے اس لیے خیال کی مناسب شعری بنت نہ ہو تو مطلب کچھ کا کچھ ہو جانے کا احتمال رہتا ہے۔ شعر کا مفہوم شاعر کے ذہن میں جو کچھ بھی ہو، قاری کے ذہن میں اس کا مفہوم اس کے مبلغِ علم، شعرِ فہمی کی صلاحیت، شعر کی قرأت کے انداز اور شعر کی قرأت کے وقت قاری کے موڈ پر منحصر ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ شعر سمجھنے کا عمل ہر قاری کے لیے مختلف ہوتا ہے۔ بعض بیانیہ اشعار میں شعر کا مطلب لفظوں کی گرفت میں اس قدر راست آتا ہے کہ شاعر کا مدعا ہر قاری کے ذہن تک رسائی حاصل کر لیتا ہے لیکن ہر شعر کے ساتھ ایسا نہیں ہوتا اور نہ ہو سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تنقیدی آراء بدلتی رہتی ہیں۔ بعض اہم نقادوں نے جہاں اقبال کے درج ذیل شعر کی بے پناہ تعریف کی ہے وہیں بعض لوگوں نے اس میں ”وہی اول وہی آخر“ کا مفہوم سمجھنے میں ٹھوکر بھی کھائی ہے۔

نگاہِ عشق و مستی میں وہی اول وہی آخر

وہی قرآں، وہی فرقاں، وہی یسین، وہی طہ

اس شعر میں حضورِ اکرم کی نبوت کی اولیت کی طرف اشارہ ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگوں نے پوچھا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت کب واجب ہوئی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب آدم علیہ السلام کی روح اور جسم تیار

فروع نعت لا بھری گو جز انوالہ

اُمیدِ طیبہ رسی

ہور ہاتھا۔ اور اس شعر میں ”وہی آخر“ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر نبوت کے ختم ہونے کی طرف اشارہ ہے جس کا واضح ذکر قرآن کریم میں موجود ہے۔ یہی وجہ ہے کہ احادیثِ مبارکہ کا علم رکھنے والے لوگ شعر کو بخوبی سمجھ گئے اور انہوں نے یہ شعر لائقِ تعریف جانا۔ لیکن بعض لوگوں نے اس شعر کو سورہ حدید کی آیت ”هو الاول والاخر والظاهر والباطن“ کے تناظر میں دیکھا اور اس میں شرک کا پہلو ڈھونڈ نکالا۔

اس مثال سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ نعت کے مضامین کو سمجھنے کے لیے قرآن و احادیث کے مفہیم متحضر نہ ہوں تو کیسے کیسے مضحکہ خیز نتائج برآمد ہو سکتے ہیں۔ یہ بات بھی ذہن میں رہنی چاہیے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے محبت کے اظہار میں اعتدال تو ضروری ہے لیکن آپ کی ذات والاصفات کو حتی المقدور سمجھنے کی کوشش کرنے والوں کے دو واضح گروہ ہیں۔ ایک قرآن و احادیث کے ظاہری معانی کے حوالے سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کو جانتا اور مانتا ہے جبکہ دوسرا گروہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے قرآن و احادیث کے ذخیرے کے باطن میں غوطہ زن ہو کر معانی اخذ کرتا ہے۔ مزید برآں کچھ لوگ محض شریعت کا علم رکھ کر نعت کہتے ہیں تو کچھ لوگ شریعت و طریقت کے پہلوؤں کو نظر انداز نہیں ہونے دیتے۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کو کلمہ طیب (لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ) کی روشنی میں دیکھنے کے عادی لوگ جہاں اللہ کو زندہ جاوید مانتے ہیں وہیں کمالاتِ نبویہ کو بھی جاری و ساری سمجھتے ہیں اور مشاہداتِ اولیاء کرام کے حوالے سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کو کائنات میں اللہ کے حکم سے متصرف پاتے ہیں۔ اس لیے جب دونوں گروہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت کہتے ہیں تو ان کے نظریے اشعار میں جھلکنے لگتے ہیں..... اس کے باوجود راقم الحروف نے ہر دو طبقات میں روحانی ترفع (یا عرفان) پانے والے افراد کی شعر گوئی میں کچھ مشترک پہلو دیکھے ہیں۔ بارگاہِ نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والتسلیم میں مدحیہ کلام کے ذریعے رسائی حاصل کرنے والے تمام لوگوں کا انداز ایک خاص مقام پر یکساں ہو جاتا ہے۔

فروع نعت لائبریری گوجرانوالہ

امیدِ طیبہ رسی

میں صوفیانہ شطیحات سے بچنے کی کوشش ضرور کرتا ہوں اور شطیحات کے بیان کو شعری اسلوب میں بیان کرنے کو مضر بھی جانتا ہوں۔ لیکن میرا شعری مسلک متصوفانہ ہے اس کا برملا اظہار کرنے میں مجھے کوئی عار محسوس نہیں ہوتی۔ اس تصور کی وضاحت کے لیے مجھے ایک شعر حضرت امام شرف الدین بوصری رحمۃ اللہ علیہ کا اور دو اشعار علامہ اقبال کے لکھنے پڑیں گے۔
حضرت بوصری فرماتے ہیں۔

دع ما ادعتہ النصارى فی نبیہم

وا حکم بما شئت مدحاً فیہ واحتکم

(صرف وہ بات چھوڑ دو جس کا دعویٰ نصرانیوں نے اپنے نبی علیہ السلام کے لیے کیا ہے۔ اس کے بعد جو تمہارا جی چاہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح میں کہو اور جو حکم چاہو لگاتے جاؤ)

علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے جاوید نامہ میں حسین بن منصور حلاج کی زبانی دو شعر کہلوائے ہیں جو مقام رسالت کی صوفیانہ تفہیم کے حوالے سے بڑے اہم ہیں۔ وہ فرماتے ہیں۔

ہر کجا بنی جہان رنگ و بو

آں کہ از خاش بروید آرزو

یا ز نورِ مصطفیٰ اورا بہاست

یا ہنوز اندر تلاشِ مصطفیٰ است

(اے مخاطب! جہاں جہاں تجھے رنگوں اور خوشبوؤں کا جہان نظر آتا ہے۔ جس کی

خاک سے آرزو پھوٹی ہے اور اشیاء میں کمال حاصل کرنے کا داعیہ پیدا ہوتا ہے۔ [یہ سمجھ لے کہ]

یا تو اس کی قیمت [یا چمک دمک] حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کے سبب سے ہے۔ یا

پھر وہ ابھی نورِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش میں ہے)

اس خیال کا محرک صوفیانہ واردات اور اولیاء اللہ کے مشاہدات ہیں اس لیے میں اس

فروعِ نعتِ لائبریری گوجرانوالہ

اُمیدِ طیبہ رسی

شعر میں بیان کی جانے والی حقیقت کو دل کی گہرائیوں سے تسلیم کرتا ہوں..... اور خود اس مشاہدے کے حصول کی تمنا رکھتا ہوں!

علاوہ ازیں میں نعت میں لکھے ہوئے ہر اچھے خیال کو نعتیہ مضامین کے تسلسل میں نعت کا حصہ ہی سمجھتا ہوں کیوں، کہ بقول فیض احمد فیض..... ع
جتنے چراغ ہیں تری محفل سے آئے ہیں

اس لیے عرض ہے کہ شاعری میں ہر اچھا خیال، جو بظاہر حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جمالِ صوری اور حسنِ معنوی یا تاریخ و سیر کے کسی واقعے سے متعلق معلوم نہ ہو اور بادی النظر میں نعت کا شعر نہ لگے، تب بھی خیال کی خوبی کے باعث میں نعتیہ غزل کے تسلسل میں اسے نعت ہی کا شعر مانتا ہوں کیوں کہ وہ شعر بھی کسی نہ کسی طور تعلیم نبوی یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات والا صفات کے حوالے سے سوچتے ہوئے ہی شعری ادراک کا حصہ بن کر شاعری میں ڈھلا ہے۔

اس مجموعے کی ترتیب کا سہرا نوجوان شاعر اور ادیب جناب منظر عارفی کے سر ہے۔ انہوں نے میرے نعتیہ اشعار ملاحظہ فرما کر بعض اشعار کے حوالے سے اشارہ فرمایا تھا کہ ان پر نظر ثانی کی ضرورت ہے۔ میں نے ان اشعار پر نظر ثانی کی اور بعض کو بدل دیا لیکن بعض اب بھی جوں کے توں ہیں۔ اس کی وجہ میں پچھلے پیرے میں بیان کر چکا ہوں..... اس کے باوجود اب بھی میں ہر اس شعر سے دست بردار ہونے کے لیے تیار ہوں جو نعتیہ آہنگ کے برعکس ہو اور اس میں کسی صورت بھی ذم کا پہلو نکلتا ہو یا جس میں میرے بیان کو حسن و قبح دونوں صورتوں میں دیکھے جانے کی گنجائش ہو..... اس لیے..... ع

صلائے عام ہے یا رانِ نکتہ داں کے لیے

اگر آپ نے میرے تسامح کی طرف میری توجہ مبذول کروائی تو میں ضرور اس پر غور

کروں گا اور ہر صائب مشورے کو شکرِ یے کے ساتھ قبول کرنے کے لیے تیار رہوں گا۔

اس مجموعے کی ترتیب کی زحمت گوارا کرنے پر منظر عارفی اور کتاب شائع کرنے کا بیڑا

اُمیدِ طیبہ رسی

اٹھانے پر سید صبیح الدین صبیح رحمانی میرے دلی شکرِ یے کے مستحق ہیں۔ اللہ دونوں جوانوں کو سلامت رکھے (آمین) اللہ کریم میرے اس شعری نذرانے کو قبول فرماتے ہوئے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دربارِ اقدس تک رسائی کی صورت بھی پیدا فرمادے۔ آمین بجاہِ سیدالامین جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم!

عزیز احسن

پیر: ۱۱ شعبان المعظم ۱۴۳۳ھ / مطابق: ۲ جولائی ۲۰۱۲ء

A-12 بلاک 13، گلستانِ جوہر، کراچی۔

پوسٹ کوڈ: 75290

سیل: 0333-5567941

فروعِ نعتِ لائبریری گوجرانوالہ

فروعِ نعتِ لائبریری گوجرانوالہ

حمد

مناجات

دُعا

فروعِ نعتِ لائبریری گوجرانوالہ

قطعہ

جو پھول اپنے رنگ میں خوشبو میں ہو جدا
وہ پھول فکر و فن کے خیاباں میں کھل سکے

وہ فنِ شاعری ہو مرے رب! مجھے عطا
جس کی مثال ملک سخن میں نہ مل سکے



فروع نعت لاجبیری گوجرانوالہ

امیدِ طیبہ رسی

حمد رب العالمین

حمدِ رب کے نخل پر آیا ثمر اشعار کا
گھل گیا قصرِ سخن میں در، نئے اشعار کا

ساری تخلیقات میں نورِ یقین جلوہ فگن
حمد کے اشعار میں سرمایہ صد فکر و فن

رزقِ فن دیتا ہے جو، اُس کی ثنا ہر لب پہ ہے
خیر کی چاہت بھلائی کی دُعا ہر لب پہ ہے

ہر سخن کا رُخ زمیں سے آسماں کی سمت ہے
یہ سفر سارا حیاتِ جاوداں کی سمت ہے

خالقِ گل سے مخاطب ، فکرِ انسانی ہوئی
ہر صدا لگتی ہے دل کو جانی پہچانی ہوئی

ہے تپشِ احساس کی مضمحل لباسِ فکر میں
قلب پاتا ہے سکوں بے شبہ ، رب کے ذکر میں

تم عزیزِ احسن ثنائے رب تعالیٰ کے طفیل
مانگ لو گلشن ، ثنائے رب تعالیٰ کے طفیل

بخش دے رب اسوۂ کامل ہمیں خیرات میں
ہو نمایاں نورِ ایماں کی جھلک ہر بات میں



☆ اگست ۲۰۰۹ء کے پہلے ہفتے میں معروف شاعر جناب سہیل غازی پوری کی جانب سے
مجلہ ”شاعری“ کا حمد نمبر موصول ہوا تو میں نے فی الفور ایک منظوم خط ان کے نام لکھا۔ اس منظوم خط میں
سے چند ایسے اشعار یہاں نقل کر دیے ہیں جو حمد رب العالمین رقم کرنے اور اس کے ثمرات سمیٹنے کے
حوالے سے رقم ہوئے تھے..... عزیز احسن

فروعِ نعتِ لائبریری گو جرانوالہ

مناجات

دعا کو بھیک مل جائے اثر کی
ملے توفیقِ طیبہ کے سفر کی

شعورِ پیرویِ مصطفیٰ دے
مرے اللہ! سُن لے چشمِ تر کی

وہی اسوہ رہے پیہم نظر میں
کہ جس پر ہے بنا اُجلی سحر کی

ضرورت ہے مری تاریکیوں کو
ابو القاسم کی سیرت کے قمر کی

گزرنا ہے جہانِ آب و گل سے
الہی ! خیر ہو میرے سفر کی

رسولِ ہاشمی کا کوئی پیرو
کبھی صورت نہیں دیکھے سقر کی

دعائیں مانگ لی ہیں میں نے ساری
الہی ! اب ضرورت ہے اثر کی

عزیزِ احسن کرم کا ملتجی ہے
عطا کر حاضری پھر اپنے در کی



فروعِ نعتِ لاجریری گو جز انوالہ

مناجات

یارب ! زوالِ ملتِ بیضا کو ٹال دے
پھر اس کو حسنِ ذوقِ عمل بے مثال دے

میری نوائے شوق کو تاثیر کر عطا
میرے سخن کے درد کو اوجِ کمال دے

نعتوں کو اکِ لطافتِ جاوید ہو نصیب
اللہ میرے فن کو اب اتنا جمال دے

لفظوں کو دے جمالِ معانی کی روشنی
افکار سے ہر ایک کثافت نکال دے

فروعِ نعتِ لائبریری گوجرانوالہ

ہر لفظ میں ہو اسوۂ خیر البشر کا حسن
یارب! وہ حسن میرے عمل میں ڈھال دے

ماضی کو جو نصیب ہوئی دیں کی روشنی
مالک! ہمیں بھی ایسا ہی پُر نور حال دے

حسنِ عمل شعار بنے میری قوم کا
پر تو اب اس پہ عہدِ صحابہ کا ڈال دے

دولتِ خلوصِ عشقِ نبی کی نصیب کر
جذبہ بھی پیروی کا ہمیں لازوال دے

لبیک کہہ کے سوائے حرمِ چل پڑے عزیز
دامن میں اس کے عزم کی خیرات ڈال دے



اتوار بعد نمازِ عشاء: ۱۹/ نومبر ۲۰۰۸ء..... ۱۷/ ذیقعد ۱۴۲۹ھ

فروعِ نعتِ لائبریری گو جرانوالہ

دُعائیہ قطعہ

میرے اللہ ! گناہوں کے مرض سے ہو شفا
ہو پذیرا تری سرکار میں بیمار کی بات

تیری رحمت ہے مرے جرم و معاصی سے فزوں
سن ہی لے ! ایک خطا کار و گنہگار کی بات



فروعِ نعتِ لائبریری گوجرانوالہ

دُعا

رپ کریم اب مجھے مدح کا کچھ ہنر بھی دے
دامنِ حمد و نعت کو تازہ گلوں سے بھر بھی دے

سوز و گداز سے تہی حرفِ ثنا کبھی نہ ہو
فکر و عمل کے شہر کو رونقِ بام و در بھی دے

نعت لکھوں تو قلب و جاں نور سے جگمگا اٹھیں
حمد کے لفظ لفظ کو جذب و اثر سے بھر بھی دے

ہجر میں جب تڑپ کے دل شہرِ نبی کا نام لے
دیدۂ شوقِ دید کو اپنے نبی کا در بھی دے

حرفِ خذف ہے، تو اسے گوہرِ تابدار کر
کاسۂ عشقِ شاہ کو سکۂ معتبر بھی دے

حرفِ سپاسِ دل میں ہو لب پہ مرے سلام ہو
پیشِ حضور جاسکوں اب مجھے بال و پر بھی دے

ایسی سعادتیں ملیں اُمّتِ مصطفیٰ کو پھر
دیں کا جمالِ دہر میں اب تو یہ عام کر بھی دے

دیکھ سکے عزیز بھی روئے رسولِ ہاشمی
رہ کریم! دیدۂ خواب کو وہ نظر بھی دے



ہفتہ: ۱۹/ربیع الاول ۱۴۳۱ھ مطابق: ۶/مارچ، ۲۰۱۰ء
منگل ۲۵/رذی الحج ۱۴۳۲ھ مطابق: ۲۲/نومبر، ۲۰۱۱ء

فروعِ نعتِ لائبریری گو جرانوالہ

دُعا

توفیقِ ثنائے شہِ ابرار جو دی ہے
یارب! مجھے اب پر تو سیرت بھی عطا کر

گو نچے مری آوازِ اذال ساری فضا میں
لوگ آئیں تری سمت ہر اک شے کو بھلا کر

ترویجِ پیامِ شہِ ابرار ہو ایسے
شامل ہو ہر اک فرد تری حزب میں آ کر

ہر رشتہٴ اُمید تری ذات سے جوڑیں
سب جن و بشر رشتہ و پیوند بھلا کر

انسان پہ اب عظمتِ توحید کے در کھول
غرفے شہِ کونین کی رفعت کے بھی وا کر

فروعِ نعتِ لائبریری گو جرانوالہ

میں نے جو سمیٹے ہیں خرف، حرف کی صورت
تو ان کو بہائے دُرِ خوش آب عطا کر

کعبے سے ملے مجھ کو تجلی تری مولا
لکھوں میں ثنا روضۂ سرکار پہ جا کر

جو حرفِ ثنا قریۂ افکار میں گونجے
کاغذ پہ لکھوں شاہِ مدینہ کو سنا کر

حاصل ہو جسے تیری رضا اے مرے مولا
ویسا ہی عطا رنگِ سخن طرزِ ثنا کر

لفظوں کو ملے حمد کی توفیق مسلسل
حرفوں کو عطا مدحِ محمد کی ضیا کر

ہر لفظ کو تاثیر سے بھر دے مرے مولا!
ہر حرفِ غلط لوحِ تمنا سے مٹا کر

پھیلے نہ جہاں سلسلہ خیر الہی
اُس خطہ تارک سے مؤمن کو جدا کر

احسن کو سرِ خلدِ مدینہ کبھی پہنچا
ان تیرہ و تارک فضاؤں سے اٹھا کر



فروعِ نعت لا بھری گو جرانوالہ

فروعِ نعتِ لائبریری گوجرانوالہ

دُعا

بجائے اس کے کہ عبرت نشان ہو جائے
دعا کرو کہ یہ ملت جوان ہو جائے

جو دیں سے جوڑ دے دنیا کے سارے رشتوں کو
اک ایسا ہم میں بھی صَاحِبُ قِرَآن ہو جائے

یہیں پہ خلد کا منظر دکھائی دینے لگے
نفاذِ دیں سے وہ امن و امان ہو جائے

میں حُبِّ سیدِ کونین کا جو ذکر کروں
کششِ پیام کی مثلِ اذان ہو جائے

دکھوں کی دھوپ میں دنیا کے واسطے مرا دیں
یقین کی سطح پہ گر سائبان ہو جائے

تو عالمِ بشریت بھی عین ممکن ہے
زمیں پہ ایک بڑا خاندان ہو جائے

میں جس زبان میں مدحِ رسولِ پاک کروں
زمانے بھر کی وہی اک زبان ہو جائے

عزیز! نعتِ نبی کے طفیل کاش کبھی
عقابِ زیست کی اونچی اڑان ہو جائے

فروعِ نعتِ لائبریری گوجرانوالہ

الْعَظْمَةُ لِلَّهِ

خوشا کہ پھر حرمِ پاک تک رسائی ہے
مجھے یہاں مری تقدیر کھینچ لائی ہے

حرم میں وحدتِ فکر و عمل نظر آئی
محبوں کی تجلی فضا پہ چھائی ہے

یہاں لباس بھی یکساں، عمل بھی ہے یکساں
تو نگری نے گدائی کی چھب دکھائی ہے

بفضلِ ربِّ غفور، اُمتِ رسولِ کریم
حرم میں نقطہ وحدت پہ لوٹ آئی ہے

طوافِ کعبہ میں تمیزِ رنگ و نسل نہیں
ہر اک زبان پہ اللہ کی بڑائی ہے

یہاں ہیں شیر و شکر ہر دیار کے مسلم
کششِ حرم کی سبھی کو قریب لائی ہے

فروعِ نعتِ لائبریری گوجرانوالہ

ہر ایک ہاتھ میں کشلول ہے گدائی کا
غنی ہے رپ کریم، اُس کی کبریائی ہے

کریم رب! یہی رنگت ہو دائمی اب تو
جو اس فضا میں صفِ مومناں پہ چھائی ہے

حدودِ کعبہ سے باہر بھی کاش دیکھ سکوں
وہ خواجگی جو طوافِ حرم میں پائی ہے

ہر اک قبیلے ہر اک نسل میں نظر آئی
جو روشنی دل و روح و نظر پہ چھائی ہے

الہی تا بہ ابداب یونہی رہے روشن
جو شمعِ حُبِ حرم کی یہاں جلائی ہے

تجلیات سے دامن بھرو عزیز احسن!
یہیں تو رپِ محمد کی رونمائی ہے



ہفتہ/اتوار: ۱۳-۱۵/شعبان ۱۴۲۹ھ.....۱۳-۱۴/دسمبر ۲۰۰۸ء

فروع نعت لائبریری گوجرانوالہ

امیدِ طیبہ رسی

تمناؤں کا چمن

اسوۂ سرکارِ دو عالم میں ڈھل جاؤں تمام
دین کی ترویج کی کوشش میں گزریں صبح و شام

ذُریتِ میری ہو اصحابِ محمد پر نثار
دین کی ترویج ہر بچے کا ہو جائے شعار

ساری دنیا میں مرے سرکار کا ڈنکا بجے
کوئی ”دین اللہ“ کا باغی نہ دنیا میں رہے

رنگ میں اللہ کے سب رنگ جائیں خاص و عام
ساری دنیا میں چلے دینِ محمد کا نظام

سن سکوں میں یہ خبر اے کاش دنیا میں کبھی!
حاکمِ دوراں نے بیٹے کو سزائے جرم دی

عدلِ فاروقی کا دور اس طرح لوٹے دہر میں
خود تَفَقُّد کو امیرِ قوم نکلے شہر میں

حکمران کوئی عمر عبد العزیز ایسا بھی ہو
سادگی اپنا کے خود بھر دے جو بیت المال کو

ظلم کی راتیں کٹیں ، مہرِ عدالت ہو طلوع
ہو اُخوت کا چلن روئے زمیں پر پھر شروع

بو رہا ہوں شہرِ طیبہ میں جو میں تخمِ دُعا
ہے یقینِ نخلِ دُعا میں پھل بھی اک دن آئے گا

عدل کا خورشید اُبھرے گا زمانے میں ضرور
ظلم کی تاریکیاں ہو جائیں گی اک روز دور

حاضری طیبہ کی مجھ پر رحمتیں برسائے گی
گلشنِ ملت پہ فصلِ گل بھی اک دن چھائے گی

عظمتِ کردار پھر ہو جائے گی اُمت میں عام
جس کے صدقے میں ملے گا خوش نصیبی کو دوام

میں درِ آقا پہ بیٹھا دیکھتا ہوں وہ بھی دن
سر سے ٹل جائے گی اُمت کے ہر اک ساعت کٹھن

پھر ریاضِ دین پر چھا جائے گی فصلِ بہار
تشنگانِ عدل کے دل کو ملے گا پھر قرار

دورِ اصحابِ انبی کا رنگ پھر چھا جائے گا
چہرہ گیتی پہ بھی اک دن نکھار آجائے گا

میں اگر زندہ رہا احسن تو دیکھوں گا ضرور
دینِ رب العالمین کا دہر میں ہر سمت نور

ورنہ میری اگلی نسلوں کو وہ دن مل جائے گا!
جب تمناؤں کا میری اک چمن کھل جائے گا!



پیر جمادی الاول ۱۴۳۲ھ پاکستانی رویت ہلال کے مطابق۔

۱۸/اپریل ۲۰۱۱ء کو مدینہ منورہ میں لکھی گئی، کچھ اشعار مسجد نبوی شریف میں ہوئے۔

فردوغِ نعتِ لائبریری گو جرانوالہ

نعتیں

فروعِ نعتِ لائبریری گوجرانوالہ

صَلَّى اللهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

میرا خامہ جو یا نبی لکھے
روشنائی سے روشنی لکھے

جو بھی اُن کا کلام دھرائے
ہر زمانے میں آگہی لکھے

جس کو مطلوب ہے کمالِ ہنر
وہ ہر اک بات کام کی لکھے

یعنی با اہتمام شام و سحر
صرف آقا کی بات ہی لکھے

فروعِ نعتِ لائبریری گوجرانوالہ

اُن پہ بھیجے سدا درود و سلام
مدحِ مکی و ابطحی لکھے

مہرِ روحانیت کی بات کرے
شاہِ بطحا کی زندگی لکھے

یہ ہنر کاش سیکھ لے خامہ
بات جو بھی لکھے کھری لکھے

اسوۂ سرورِ دو عالم کی
روشنی پھیلتی ہوئی لکھے

ذکرِ اصحابِ ذوالکرام کرے
اُن کا احوالِ دوستی لکھے

اولیاء کی حکایتیں بھی قلم
عشقِ آقا کے ساتھ ہی لکھے

فروع نعت لائبریری گوجرانوالہ

امیدِ طیبہ رسی

صَلْحًا کا یہی طریقہ ہے
دل سے خود کو محمدی لکھے

تازہ اسلوب میں ہو نعتِ نبی
فکر کی ضوئی نئی لکھے

آرزو ہے کہ اب قلم میرا
دیدِ آقا کا خواب بھی لکھے

رِقَّتِ قلب بھی ہو لفظوں میں
حرف اشکوں کی کچھ نمی لکھے

سرِّ ”جَاؤک“ بھی کھلے دل پر
شاد ہو کر قلم کبھی لکھے

ق

تیرے آقا نے بھی دعا کر دی
”مغفرت ہو گئی تری“ لکھے

فروعِ نعتِ لائبریری گوجرانوالہ

عشقِ سرور کا ترجمان بن کر
حرفِ احساسِ بندگی لکھے

کاش یوں ہو! کہ پھر قلم میرا
حاضری کی نئی خوشی لکھے

واپسی پھر نہ ہو مدینے سے
اس قرینے کی حاضری لکھے

جب لکھے خامہٴ عزیزِ احسن
نعتِ خیر الانام ہی لکھے



☆ جاؤک (آجاتے وہ تمہارے پاس) اور اگر یہ لوگ جب ظلم کر بیٹھے تھے اپنی جانوں پر تو
آجاتے تمہارے پاس اور معافی مانگتے اللہ سے اور مغفرت کی درخواست کرتے ان کے لیے رسول بھی تو
یقیناً پاتے وہ اللہ کو بڑا معاف کرنے والا۔ رحم کرنے والا۔ (النساء آیت نمبر ۶۴..... پ ۵)

۱۲/محرم الحرام: ۱۴۳۱ھ..... ۳۰/دسمبر ۲۰۰۹ء

فردغِ نعتِ لائبریری گو جرانوالہ

صلی اللہ
علیہ وسلم

رب کا منشا ہے کہ پھیلے شہِ ابرار کی بات
ساری دنیا میں چلے اسوۂ سرکار کی بات

نعتِ سرکار لکھوں اور عمل روشن ہو
مدحِ آقا سے بنے سیرت و کردار کی بات

ذکرِ اصحابِ گرامی بھی ہے مدحت اُن کی
نجم کی بات بھی ہے ماہ کے انوار کی بات

فروعِ نعتِ لائبریری گوجرانوالہ

کاش اخلاص بھی حاصل ہو کبھی لفظوں کو
دلِ پاکیزہ کرے عشق کے اظہار کی بات

ہوک اُٹھتی ہے جو کرتا ہے کوئی خواب کا ذکر
کاش میں بھی تو سناؤں کبھی دیدار کی بات

اُن کی مدحت میں ہر اک لفظ صداقت چاہے
مجھ سے عاصی سے بھلا کیسے ہو معیار کی بات

نعمتوں کے تو وہ قاسم ہیں سنیں گے وہ ضرور
مجھ سے فلاںِ عمل، مفلس و نادار کی بات

خیر کے پھول کھلیں ساری زمینوں میں عزیز
یوں سنی جائے کسی وقت گنہگار کی بات



اتوار ۱۵/فروری ۲۰۰۹ء.....۱۹/صفر ۱۴۳۰ھ

جمعہ ۲۰/فروری ۲۰۰۹ء.....۲۳/صفر ۱۴۳۰ھ

صلی اللہ
علیہ وسلم

قائم ہو جب بھی بزمِ حساب و کتاب کی
دیکھوں وہاں میں شانِ رسالتِ مآب کی

ہاں ! میں بھی سر جھکائے کھڑا تھا حضورِ شاہ
لگتا ہے یوں کہ جیسے یہ باتیں ہوں خواب کی

خوں رنگ ہو گئی ہے حضوری کی آرزو
شاید اسے نصیب ہو صورتِ گلاب کی

ایمان کے ساتھ جس نے عمل سے کیا گریز
اُس نے تو اپنی آپ ہی مٹی خراب کی

اُن کا سحابِ لطف برستا ہے ہر طرف
کیا بات ہے جنابِ رسالتِ مآب کی

مجھ پر یہ لطف کم تو نہیں ہے کہ ہجر میں
کرتا ہوں نذر شعر عقیدت جناب کی

اے شافعِ اُمم ! ہے تمنائے عاصیاں
نوبت کبھی نہ آئے سوال و جواب کی

ہر فرد سیرتِ شہِ والا میں ڈھل کے آئے
تجسیم ہو تو یوں ہوئے انقلاب کی

ظاہر ہو جب شفاعتِ کبریٰ تو ہے امید
میں بھی رہوں نظر میں وہاں آں جناب کی

ہوں گے جو سجدہ ریز شفیع الوریٰ عزیز !
برسات ہوگی پھر تو کرم کے سحاب کی

اے کاش اہلِ بزمِ سبھی یہ صدا سنیں
اللہ نے تمہاری دُعا مستجاب کی

پہنچیں حضورِ شافعِ محشر سب اُمتی
جبلِ اہمتیں تھامے ہوئے الکتاب کی



فروعِ نعتِ لائبریری گو جرانوالہ

صلی اللہ
علیہ وسلم

نویدِ طیبہ رسی جب کبھی نہیں آئی
گلِ مراد پہ بھی تازگی نہیں آئی

جو بخشے خوابوں کو انوارِ سیدالکونین
ہنوز آنکھوں میں وہ نیند ہی نہیں آئی

بشرِ تواب بھی بھٹکتا ہے ظلمتوں میں یونہی
نبی کے دیں کی جہاں روشنی نہیں آئی

قریبِ منبر و محراب دل پکار اٹھا
”چلے چلو کہ وہ منزل ابھی نہیں آئی“ ☆

اُمیدِ طیبہ رسی فروغِ نعتِ لائبریری گو جرانوالہ

حصولِ معرفتِ سید البشر کے بغیر
عمل میں بھی رَمَقے زندگی نہیں آئی

خوشا مدینے پہنچنے کی آرزو ہے جواں
خوشا کہ دل کی تڑپ میں کمی نہیں آئی

عزیز! دعویٰ عشقِ رسول جھوٹا ہے
اگر عمل میں ہی شائستگی نہیں آئی



☆ فیض احمد فیض..... صبحِ آزادی، نسخہ ہائے وفا..... ص ۱۱۶/ جمعرات: ۲۳ رجب

الرجب ۱۴۳۳ھ/ ۱۴ جون ۲۰۱۲ء

فروعِ نعتِ لاجبیری گو جرانوالہ

صلی اللہ
علیہ وسلم

توفیقِ ثنا جو مل رہی ہے
اس دل پہ نظر حضور کی ہے

آقا مجھے در پہ حاضری کا
اب اذن ملے کہ بے کلی ہے

مل جائے گا کچھ ہنر بھی اک دن
کوشش تو ثنا کی میں نے کی ہے

حاضر ہوں خیال میں جو در پر
احساس میں کیا شگفتگی ہے

اے کاش ! ہو پیروی کی مظہر
نعتوں میں جو آج آگہی ہے

فروعِ نعتِ لائبریری گوجرانوالہ

گہرا ہو وہ رنگ پیروی کا
کردار کہے ” محمدی “ ہے

اک نام ہے روشنی کا حامل
اک اسم کی سب یہ روشنی ہے

حُبِّ شہِ دوسرا دلوں میں
روحوں میں بھی ایک تازگی ہے

مدحت کے صلے میں اُن کو دیکھوں
دھڑکن میں یہ آرزو بسی ہے

توفیقِ ثنائے سرورِ دیں
احسن کو نصیب سے ملی ہے



جمعة المبارک: ۱۲ مارچ ۲۰۱۰ء

فروعِ نعتِ لاجبیری گو جرانوالہ

صَلَّى اللهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

عمیاں تو ہونی ہی تھی عظمتِ حضورِ ضرور
زماں زماں نظر آنا تھا اُن کا نورِ ضرور

محمدِ عربی رحمتِ ہر عالم ہیں
ہر اُمّتِ کبھی ہونا ہے شر سے دورِ ضرور

نبی کی ذات سے وابستگیِ ضروری ہے
ملے گا نعتِ نگاری کا بھی شعورِ ضرور

فروعِ نعتِ لائبریری گوجرانوالہ

صَلَّى اللهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

عزیزِ شہرِ نبی شہرِ آرزو ہے مرا
مگر یہ بُعدِ مکانی بڑا عدو ہے مرا

نبی سے طیبِ تکلم کی بھیک مانگتا ہوں
اسی لیے سخنِ نعتِ مشک بو ہے مرا

اُمیدِ طیبہ رسی منہ نہ موڑنا مجھ سے
اندھیری رات میں واحدِ چراغ تو ہے مرا

فروعِ نعتِ لائبریری گوجرانوالہ

میں خود ہی بے عملی سے ہوا ہوں دشمنِ جاں
جہاں میں اور کوئی شخص کب عدو ہے مرا

حضور! حالِ دلِ مضطرب لکھوں کیسے
کہ پیرہن ہی خیالوں کا بے رفو ہے مرا

ہنر بھی خام ہے الفاظ بھی خرزف ہیں مگر
حضور! نالہٴ دل بھی لہو لہو ہے مرا

یہ عہد لشکرِ شیطان میں مجھ کو کھینچتا ہے
یقین بہ فیضِ ثناب بھی سرخ رو ہے مرا

زمینِ طیبہ سے اے کاش کہہ سکوں احسن!
کہ نیند میری سہی خواب صرف تو ہے مرا



فروعِ نعتِ لائبریری گوجرانوالہ

صَلَّى اللهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

خوشا کہ دل کی ہے بس ایک ہی طلب شب و روز
بسر ہوں کاش مدینے میں میرے اب شب و روز

قبائے اسوۂ سرکار جب ملے گی تجھے
بہارِ زیست کی دکھلا سکیں گے تب شب و روز

خیالِ طوفِ مدینہ پہ جب ہوا مائل
شمیمِ یاد کی دینے لگے عجب شب و روز

امیدِ طیبہ رسی فروغِ نعتِ لائبریری گوجرانوالہ

دل و نگاہ کو پاکیزگی کی بھیک ملے
تو ہے یقین بنیں زر نگار سب شب و روز

ہوں خواب میں جو میسر تجلیاتِ نبی
سکھائیں زیست کو ممکن ہے کچھ ادب شب و روز

یہ اک علامتِ تقریبِ حاضری ہے کہ ہیں
اک اضطراب سے دوچار بے سبب شب و روز

بس اک سوالِ دلِ ناصبور کرتا ہے
نصیب ہوں گے مجھے حاضری کے کب شب و روز

سبق کتابِ الہی کا گر عمل میں ڈھلے
دکھائیں سیرتِ اطہر کی تاب و تب شب و روز

حضور ! خاص عنایات کی ضرورت ہے
رواج پاتا ہے کردارِ بولہب شب و روز

فروع نعت لائبریری گوجرانوالہ

امیدِ طیبہ رسی

سلام عرض کروں جب درِ رسول پہ میں
تو حاضری کا بنے مستقل سبب شب و روز

بھلا چکی ہے جو اُمتِ پیامِ ختمِ رسل
ہوئے ہیں تیرگیوں سے مثالِ شب، شب و روز

یقین ہے آج بھی کامل ہو اتباعِ نبی
تو ہاتھ باندھ کے حاضر ہوں با ادب شب و روز

جو لوگ ذکرِ رسالت مآب کرتے ہیں
فرشتے چومنے لگتے ہیں اُن کے لب شب و روز

مثالِ غیروں کی رکھتی ہے سامنے اُمت
زوال دیکھ رہی ہے اسی سبب شب و روز

جھلک رہی ہیں جو کیفیتیں سخن میں عزیز!
بنادے حال وہی کاش میرا رب شب و روز



بدھ اور جمعرات کی درمیانی شب: ۱۲-۱۳ محرم الحرام: ۱۴۳۱ھ..... ۳۰-۳۱ دسمبر ۲۰۰۹ء

فروغِ نعتِ لائبریری گوجرانوالہ

صلی اللہ
علیہ وسلم

صد شکر ذوق و شوق سے کہتے ہیں نعت ہم
کرتے ہیں عشقِ سرورِ عالم کی بات ہم

اے کاش! کہہ سکیں درِ اقدس کے سامنے
آقا! فراق کی بھی گزار آئے رات ہم

احساس کی زبان عطا ہو تو کر سکیں
اشعار میں بیانِ دلی کیفیات ہم

نعتوں میں بجرِ طیبہ کا آہنگ آگیا
کرنے چلے تھے عرض نئے کچھ نکات ہم

افسوس اسوۂ شہِ والا کو چھوڑ کر
کھاتے ہیں ہر قدم پہ زمانے سے مات ہم

احسن! شتابِ عزمِ عمل چاہیے کہ ہیں
لوحِ جہاں پہ نقشِ بہت بے ثبات ہم



منگل: ۱۱/محرم الحرام: ۱۴۳۱ھ..... ۳۰/دسمبر ۲۰۰۹ء

فروعِ نعت لا بھری گوجرانوالہ

فروعِ نعتِ لا بھری گوجرانوالہ

صلی اللہ
علیہ وسلم

نورِ احمد کی اُس دم ہوئی گفتگو
جب کہ لوح و قلم کی نہ تھی گفتگو

کنزِ مخفی ہی تھا میرا رب جس گھڑی
تھی فضا میں محمد کی ہی گفتگو

آپ اُس وقت بھی منبرِ حق پہ تھے
جب عوالم میں گونجی نہ تھی گفتگو

سارے نبیوں سے آقا کی بابت ہوئی
میرے اللہ کی خوب ہی گفتگو

اپنے اپنے زمانے میں ہر قوم سے
اُن کی آمد کی نبیوں نے کی گفتگو

کون جانے کہ معراج کی رات میں
کن عوالم میں کیا کیا چلی گفتگو

بجرِ طیبہ میں شام و سحر دل نے کی
مجھ سے دربارِ اقدس کی ہی گفتگو

اُن کا اسمِ گرامی لبوں پر رہا
حاضری کی تڑپ بن گئی گفتگو

دل کی دھڑکن نے جب ذکرِ آقا کیا
پھر درودوں کی چادر نبی گفتگو

اُن کی اُلقت عمل کو زباں بخش دے
یوں بنے سر بسر پیروی گفتگو

پاک لہجے پہ دل سے فدا ہو گیا
میرے آقا کی جس نے سُنی گفتگو

حُبِّ آقا کے دعووں میں احسنِ کبھی
ہو نہ جائے نری کھوہلی گفتگو



پیر: ۲۷/ دسمبر ۲۰۱۰ء..... ۱۹/ محرم الحرام ۱۴۳۲ھ

فروعِ نعتِ لائبریری گوجرانوالہ

فروعِ نعتِ لائبریری گوجرانوالہ

صلی اللہ
علیہ وسلم

مجھے بھی یاد ہے وہ دن کہ جب میں شاداں تھا
فضائے طیبہ میں کچھ ساعتوں کا مہماں تھا

خوشا کہ میں بھی مدینے کی خلد میں پہنچا
جہاں پہنچنے کا مدت سے دل کو ارماں تھا

خوشا کہ گنبدِ خضرا کی ضو نگاہ میں ہے
ابھی تلک تو مرا خواب ہی درخشاں تھا

امیدِ طیبہ رسی فروغِ نعتِ لائبریری گوجرانوالہ

سلام کرتا تھا آنکھوں سے اُن فضاؤں کو
کہ جن فضاؤں میں آقا کا نور ارزاں تھا

قریب گنبدِ خضرا بھی دل رہا لرزاں
مُواجِہَہ سے جدائی کا غم، نمایاں تھا

شکتہ دل تھا ندامت کے چند آنسو تھے
درِ نبی پہ مرے پاس بس یہ سماں تھا

نڈھال میرے گناہوں نے کر دیا تھا مجھے
فضائے نور میں اک خوفِ دل میں پنہاں تھا

اشارہ پا کے میں جاؤک سے وہیں پہنچا
مرے گناہوں کا آقا کے پاس درماں تھا

نگاہِ لطف کی درخواستِ اعتراف کے ساتھ
اُنہی سے کی، کہ وہیں مغفرت کا سماں تھا

فروعِ نعتِ لائبریری گوجرانوالہ

درِ نبی پہ پہنچ کر سکوں ملے تو کہوں
حضور! آج تک میں بہت پریشاں تھا

وہ لمحہ آج میسر ہوا ہے قسمت سے
جو اب سے پہلے مرے قرب سے گریزاں تھا

دیا ہے اذنِ حضوری تو اب حضور! مجھے
یہیں قیام میسر ہو جس کا ارماں تھا

زمینِ طیبہ میں جب دفن ہو عزیزِ احسن
گھلے، کہ روزِ الست ایک یہ بھی پیاں تھا



۲۸-۲۹ محرم الحرام و یکم صفر ۱۴۳۱ھ..... ۱۶-۱۷ جنوری ۲۰۱۰ء

فروعِ نعتِ لائبریری گو جرانوالہ

صلی اللہ
علیہ وسلم

تعلق جب نظر کا سبز گنبد سے ہوا تھا
عزیز احسن عجب انداز سے مدحت سرا تھا

زباں خاموش، لب جنبش سے عاری تھے مگر دل
مسلل عرضِ حال، اُس بارگہ میں کر رہا تھا

زباں اشکوں کو اُس دربار میں ایسی ملی تھی
تمنا کا دیا ہر اشک میں روشن ہوا تھا

مجھے ہر سمت سے خوشبوئے شفقت آرہی تھی
خیالِ اجنبیت ذہن و دل سے مٹ گیا تھا

سروں پر نور و نکہت کی عجب چادر تھی
ہر اک سینے پہ دستِ مہرباں گویا دھرا تھا

مسلل آئیے جَاؤک ہی یاد آرہی تھی
سنہری جالیوں کے سامنے جب میں کھڑا تھا

عزیز احسن مرے دل نے سکوں اس طرح پایا
کہ جیسے میرے عصیاں کا لبادہ دھل چکا تھا



جمعرات: ۱۹/جمادی الثانی ۱۴۳۱ھ..... ۳/جون ۲۰۱۰ء

فروعِ نعت لا بھری گوجرانوالہ

فروعِ نعتِ لاجبیری گو جرانوالہ

صَلَّى اللهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حُبِّ آقا مترشح اگر اشعار سے ہو
روشنی اتنی ہی احسن مرے کردار سے ہو

روح، طیبہ کے قرین قیدِ جسد سے ہو رہا
رہط جب دیدہ بیتاب کا آثار سے ہو

اک تمنا ہے! کہ جب پیکِ اجل آ پہنچے
روح سرشار، حضور! آپ کے انوار سے ہو

نعت لکھوں تو مرے شعروں میں خورشید ڈھلے
قرأتِ حرفِ ثنا دیدہ بیدار سے ہو

کاش کردار کی خوشبو سے مست کر لے
خیرِ اُمت کا اگر معرکہ اشرار سے ہو

میری پہچان بھی ہو اسوۂ سرکارِ عزیز
اُن کی شفقت کا تعلق جو گنہگار سے ہو



بدھ: ۱۸/جمادی الثانی ۱۴۳۱ھ..... ۲/جون ۲۰۱۰ء

فروعِ نعت لا بھری گو جہر النوالہ

فروعِ نعتِ لائبریری گوجرانوالہ

صلی اللہ
علیہ وسلم

بابِ جبریل کھلا ہے مرے دل پر اب تک
دیکھتی رہتی ہیں آنکھیں وہی منظر اب تک

صبر کی سل کے تلے آہ کی چنگاری ہے
ہجرِ طیبہ میں ہے دل سینے سے باہر اب تک

منتظر ہوں کرمِ سیدِ کونین کا میں
مانگتا رہتا ہوں توفیق کا شہپر اب تک

جب سے اُمت ہوئی اخلاصِ عمل سے محروم
ماہنِ خیر بنا ہے نہ کوئی گھر اب تک

فروعِ نعتِ لاجبیری گو جرانوالہ

راستہ ہم نے قناعت کا بھلایا جب سے
حیف! کشکول بکف پھرتے ہیں در در اب تک

سیلِ گریہ تو رکا بجرِ مدینہ میں مگر
خون کے اشکوں سے ہے دیدۂ دل تر اب تک

جس فضا میں مرے آقا کی صدائیں گونجیں
ہے وہ نجاتِ تکلم سے معطر اب تک

آپ کی شان کے شایاں نہ کوئی حرف لکھا
شعراءِ عرصہٴ مدحت میں ہیں ششدر اب تک

شہرِ سرکار سے لوٹ آیا ہوں لیکن احسن
دیدۂ و دل میں بسا ہے وہی منظر اب تک



اتوار: ۲۲ ربیع الثانی ۱۴۳۰ھ ۱۹ اپریل ۲۰۰۹ء

فروعِ نعتِ لائبریری گوجرانوالہ

صَلَّى اللهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

دل چاہتا ہے یادِ شہِ دین میں خوب رو
چمکا اسی طرح سے تو اپنے نصیب کو

کیسا کلام؟ نقدِ سخن کیا ہے؟ حرف کیا؟
میں جاں ہی وار دوں درِ اقدس پہ لے چلو!

میری بھی روح آپ کے در کا کرے طواف
گوئے سماعتوں میں یہ آواز ”کچھ کہو“

طیبہ کی سر زمین میں بسنے کی آرزو
اک بے صدا دعا میں ڈھلے، وہ کہیں کہ ”لو“

”سن لی گئی تمہاری دلی آرزو یہاں
اب تم اسی دیار میں آکر رہو سہو

تم کو تو بعدِ مرگ بھی رہنا ہے اس جگہ
ہاں دو نفسِ حیات یہیں پر بسر کرو“

اے کاش! میرا خواب حقیقت میں ڈھل سکے
اے کاش! روح و دل کا تکلمِ نبی سے ہو

پل بھر میں، میں دیارِ نبی تک پہنچ سکوں
مجھ کو سفر کی ایسی سہولت نصیب ہو

توبہ عزیز! اپنے گناہوں سے چاہیے
فردِ عمل کو اشکِ ندامت سے خوب دھو



جمعرات: ۱۱/شوال ۱۴۳۰ھ..... یکم اکتوبر ۲۰۰۹ء

فروعِ نعتِ لائبریری گوجرانوالہ

صَلَّى اللهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

دیں کی سچائی سے مضبوط جو پیمان ہو جائے
پھر تو لاریب، ہر اک درد کا درماں ہو جائے

اتباعِ نبوی میں جو نمایاں ہو جائے
وہ زمانے کے لیے مہرِ درخشاں ہو جائے

نظمِ عالم کو بدل دینے کی قوت ہو عطا
خلقِ آقا سے جو ضو بار مسلمان ہو جائے

فکرِ انساں پہ اگر عظمتِ سرکار گھلے
اُن کی جانب ہی رُخِ لمحہ دوراں ہو جائے

فروغِ نعتِ لائبریری گو جرانوالہ

امیدِ طیبہ رسی

اسوۂ شاہِ دو عالم کو اگر اپنا لے
یہ بشرِ چشمِ ملائک میں بھی انساں ہو جائے

فتنہِ حاضر و موجود سے آگاہ بھی ہو
علمِ قرآن سے اگر ذہنِ فروزاں ہو جائے

حق کے الطاف و عنایات کا موردِ ٹھہرے
یہ مسلمان اگر عاملِ قرآن ہو جائے

عشقِ جتنا ہے لبوں پر وہ عمل میں بھی ڈھلے
پھر تو احسن ترا ہر کام ہی آساں ہو جائے



ہفتہ: ۳۰ ربیع الاول ۱۴۳۰ء..... ۲۹ مارچ ۲۰۰۹ء

فروعِ نعتِ لائبریری گوجرانوالہ

صلی اللہ
علیہ وسلم

ہوں منتظرِ ساعت، وہ چشمِ کرم اٹھے
میری بھی نگاہوں سے پردہ کوئی دم اٹھے

اظہار کی ناکامی پر روزِ پشیمان ہوں
ہر روز ہی آقا کی مدحت میں قلم اٹھے

نادم ہو جو یہ عاصی سرکار کی محفل میں
بخشش کے تصور سے ، بادیدۂ نم اٹھے

اٹھ جائیں اگر پردے آنکھوں سے کبھی میری
پُر شوق تقاضا ہو ہر بار کہ کم اٹھے

تنفیذِ شریعت کو فیضِ شہِ والا سے
اے کاش کہ ہم دیکھیں کچھ اہلِ ہم اُٹھے

چھا جائے فضاؤں پر پھر رنگِ حجاز ایسے
مٹ جائیں سبھی رسمیں ہر طرزِ عجم اُٹھے

ہو اُن کی محبت کا کچھ ایسا اثر احسن!
جس سمت اشارہ ہو اُس سمت قدم اُٹھے



ہفتہ ۱۵ / رجب المرجب ۱۴۳۲ھ، ۱۸ / جون ۲۰۱۱ء

اتوار ۱۶ / رجب المرجب ۱۴۳۲ھ، ۱۹ / جون ۲۰۱۱ء

فروعِ نعت لا بھری گو جرانوالہ

فروعِ نعتِ لائبریری گوجرانوالہ

صَلَّى اللهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

متن میں ہو جو ذکرِ نبی صوفشاں
خود ہی ہو جائے گی شاعری صوفشاں

عرشِ ☆ نے شعر کہنے کی ترغیب دی
آمدِ مدحِ آقا ہوئی صوفشاں

دھیانِ طیبہ کی جانب گیا جب مرا
ہو گیا قریہِ قلب بھی صوفشاں

اُن کی آمد سے پہلے اندھیرا ہی تھا
وہ جو آئے تو دنیا ہوئی صوفشاں

فروع نعت لاجبیری گو جرانوالہ

امیدِ طیبہ رسی

ایک نقشِ نختیں کی تنویر سے
انجمن انجمن ہو گئی ضو فشاں

شاہ کے سارے اصحاب انجم بنے
کر گئی آپ کی پیروی ضو فشاں

سبز گنبد نگاہوں میں بتا گیا
دل کی دنیا بھی ہوتی گئی ضو فشاں

پھولِ حُبِ نبی کے کھلے قلب میں
ہو گئی سب کہی اُن کہی ضو فشاں

میں عزیز اپنے بختِ رسا پر فدا
ہو گیا دل میں نامِ نبی ضو فشاں



☆ ریاض الاسلام، عرش ہاشمی۔ معروف نعت گو شاعر اور ”مخفلِ نعت“ اسلام آباد کے

سیکرٹری۔ ہفتہ ۲۱ جمادی الاول ۱۴۳۳ھ..... ۱۴/۱۲/۲۰۱۲ء

فروعِ نعتِ لائبریری گو جرانوالہ

صلی اللہ
علیہ وسلم

ہو لیلائے جاں کا جو مجملِ حضوری
ہمیشہ رہے دل کو حاصلِ حضوری

عطا ہو کبھی حاضری کا وہ لمحہ
کرے میرے دل کو بھی بسملِ حضوری

رہا کلپِ دنیا پراگندہ خاطر
ہوئی حاضری میں بھی مشکلِ حضوری

شریعت کا سرمایہ، طیبہ نصیبی
حقیقت کا جوہر سے کاملِ حضوری

مکان سے ملیں تک رسائی ہے ممکن
بنے زائروں کی جو منزل حضوری

میسر ہو دیدارِ آقا مسلسل
بنادے مجھے اس کے قابل حضوری

مری تشنگی کا مقدر بھی جاگے
دکھا دے کبھی اُن کی محفل حضوری

سوالِ کرم جس کا رد ہو نہ کوئی
بنا دے مجھے ایسا سائل حضوری

ڈھلے زندگی اسوۂ شاہِ دیں میں
نہ ہونے دے اک لمحہ غافل حضوری

نظر بھر کے جو اُمِ معبد نے دیکھے
دکھا دے مجھے وہ شامل حضوری

فروعِ نعتِ لائبریری گو جرانوالہ

سفرِ بحرِ دنیا کا آخر ہو ایسے
بنے کشتی جاں کا ساحلِ حضوری

گنہگار پہنچے شفیعِ اُمم تک
کرا دے سبھی طے مراحلِ حضوری

جو گھبرائے دلِ بحرِ طیبہ میں میرا
سکینت کرے مجھ پہ نازلِ حضوری

قناعت نہ کرِ حاضری پر ہی احسن
بنا قلبِ مضطر کی منزلِ حضوری



جمعۃ المبارک ۲۶ جمادی الثانی ۱۴۳۳ھ، ۱۸ مئی ۲۰۱۲ء

فروعِ نعتِ لاجبیری گو جرانوالہ

صَلَّى اللهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اسوۂ ختم الرسل سے جب ہو محکم رابطہ
دعویٰ حُبِ نبی ہو تب مجسم رابطہ

سرورِ کونین کی اُلفت کا یہ فیضان ہے
سبز گنبد سے تصور میں ہے پیہم رابطہ

لفظ تو طیبہ میں لب پر آ نہیں پائے مگر
بن گئی دربار میں اشکوں کی شبنم رابطہ

آپ ہی تخلیقِ اوّل آپ ہی نورِ مبیں
آپ ہی مابینِ خالق اور آدم رابطہ

فروعِ نعتِ لائبریری گوجرانوالہ

ماسوا سے رشتہ و پیوند کیوں باقی رہے
ذات سے اللہ کی جب ہو مقدم رابطہ

ہم فقیروں کی دعاؤں اور اثر کے درمیاں
ہو گیا حرفِ درودِ پاک مبرم رابطہ

شاہِ دیں کی چادرِ رحمت میں آنے کے لیے
لازمًا اک دن کرے گا سارا عالم رابطہ

ذلت و رسوائی کا باعث ہے اُمت کے لیے
نقشِ پائے سرورِ دیں سے یہ مبہم رابطہ

اے خوشا قسمت کہ پایا موسمِ مدحتِ عزیز
نعت کی خوشبو سے خامے کا ہے پیہم رابطہ



ہفتہ ۳ جمادی الآخر ۱۴۳۳ھ، مطابق ۸ مئی ۲۰۱۱ء

فروعِ نعتِ لائبریری گو جرانوالہ

صَلَّى اللهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

جہاں جہاں میرے خالق کا نور پھیلا ہے
وہاں تک عظمتِ خیر البشر کا چرچا ہے

خلوص، نعت کے ہر حرف سے نہ ہو ظاہر
تو نعت، نعت نہیں خواہشوں کا صحرا ہے

عمل سے دور ہو گر حُبِ سرورِ کونین
تو ان سے عشق کا دعویٰ صریح جھوٹا ہے

ملا ہے دین جو اصحابِ مصطفیٰ سے ہمیں
وہ دین، صرف وہی دین، حق ہے سچا ہے

رکھے نہ بغض جو اصحاب و آلِ اطہر سے
اُسی کا طرزِ عمل دین کا نمونہ ہے

جو نیک لوگ ہیں ایمان اور عمل کے سبب
فدا بفصلِ الہی انہیں پہ دنیا ہے

بنا ہی لیتا ہے محبوب، رب اُسے بے شک
جو مصطفیٰ کی یہاں اتباع کرتا ہے

اُنہی کا ذکر، اُنہی کا خیال ساتھ رہے
بجز نبی نہ تو دنیا ہے اور نہ عقبتی ہے

ہو اتباع کی خواہش تو روشنی ہے بہت
وگر نہ دعویٰ اُلفت بھی صرف دھوکہ ہے

حُدی کی لئے کو ذرا تیز کر عزیز احسن
عمل گریزِ محبت کا شور برپا ہے



جمعۃ المبارک ۲۵ جمادی الاول ۱۴۳۲ھ مطابق ۲۹ اپریل ۲۰۱۱ء

فروعِ نعتِ لائبریری گوجرانوالہ

قطعہ

حضور! میری طرف بھی ہو اک نگاہِ کرم
بنا رہی ہے نکمّا شکستہ پائی مجھے

فرازِ دیں سے گرا ہے جو کارواں تو عزیز!
قدم قدم پہ نظر آ رہی ہے کھائی مجھے



نعتیہ قطعہ بند

ان فضاؤں میں جسد ہے روح کب موجود ہے
دل کو طیبہ کی فضاؤں کی ہے پیہم جستجو

روح میری روضہ اقدس پہ ہے مدحت سرا
کر رہا ہے پیش دل میرا وہ حرفِ آرزو

جس میں ہے ارضِ مدینہ میں سما جانے کا شوق
جس میں ہجرِ مصطفیٰ کے درد کی ہے گفتگو

کاش یہ کیفیتِ قلب و نظر قائم رہے
تادمِ آخر تمنا ہو سکے یوں سرخ رُو

بار آور ہو شجرِ یوں آرزوؤں کا عزیز!
دست بستہ میں رہوں ہر لمحہ اُن کے رُو برو



منگل: ۲۵/رذی الحج ۱۴۳۲ھ..... ۲۲/نومبر ۲۰۱۱ء

فروعِ نعتِ لائبریری گوجرانوالہ

تین شعر

نظر کو گنبدِ خضرا کی بھیک ملتی رہی
ہوا زمانہ یہ خیرات بھی وصول ہوئے

عجیب بات کہ اب ہیں عمل سے دور وہی
گزر گئیں جنہیں صدیاں یہ دیں قبول ہوئے

الہی! اب تو یہ ملت بھی دیں کی رہ پہ چلے
گزر گئے ہیں زمانے یہ راہ بھولے ہوئے



فروعِ نعتِ لائبریری گوجرانوالہ

صلی اللہ
علیہ وسلم

مدینہ چھوڑ کے جانا ہے ایک بے کس کو
حضور! اس کی تشفی کا کچھ تو ساماں ہو

کہا یہ آنکھ سے پھر آج قلبِ مضطر نے
زمینِ طیبہ میں پھر آنسوؤں کے بیج ہی بو

ادب نے آہ و بکا پر لگائی ہے قدغن
مگر ہے دل کا تقاضا کہ پھوٹ پھوٹ کے رو

تمام عمر کی چادر پہ داغِ عصیاں ہیں
درِ نبی پہ انہیں اشکِ انفعال سے دھو

دوبارہ آنے کی درخواست پر ملے مژدہ
”قبول کر لی تمہاری یہ التماس بھی لو“

لحد میں مدحِ نبی لب پہ میرے جب آئے
ملائکہ بھی کہیں ، حشر تک سکون سے سو

تقاضہ دلِ مضطر یہ وقتِ رخصت ہے
کہ حال لکھنے سے پہلے قلم لہو میں ڈبو

دوبارہ آنے کی خاطر ہی تجھ کو جانا ہے
درِ نبی پہ یہ پیغام کوئی دے اب تو

پہنچ گئے ہو جو قسمت سے اُن کے روضے پر
تو پھر حضور سے احوالِ دل بھی عرض کرو

عزیز! بارِ دگر حاضری یقینی ہے
نبی کے در سے بچھڑنے پہ اعتماد نہ کھو



ہفتہ سہ پہر: ۲/جمادی الثانی ۱۴۳۱ھ..... ۱۵/مئی ۲۰۱۰ء

تکمیل: ۳/جمادی الثانی ۱۴۳۱ھ..... ۱۶/مئی ۲۰۱۰ء

صلی اللہ
علیہ وسلم

دائم دل و دیدہ میں ہو گلزارِ مدینہ
حاصل ہوں شب و روز ہی انوارِ مدینہ

تا حشر رہے گنبدِ حضرا مرے نزدیک
ہو خلد میں قربِ شہِ ابراہِ مدینہ

ہوں دور مدینے سے مگر اُن کے کرم سے
ہے دل میں وہی گرمیِ بازارِ مدینہ

اے کاش نکل جائے مری جان ہی تن سے!
آئیں جو کبھی سامنے آثارِ مدینہ

مدن بھی مدینے کی زمیں ہی میں ہو میرا
تا عمر میں دیکھوں در و دیوارِ مدینہ

تا عمر عزیز آپ کی لکھتا رہے نعتیں
ملتے رہیں وجدان کو اشعارِ مدینہ



فروعِ نعتِ لائبریری گو جرانوالہ

فراق کا عالم

آقا کو خبر ہے میرے دل کی
روضے کے قرین ہی گم ہوا تھا

کچھ اشک بھی بہ رہے تھے پیہم
آیا تھا فضائے نور سے جب

دل نور کی وادیوں میں گم تھا
اب تیرہ فضا ہے اور میں ہوں



ہائیکو

میرے آقا فراق کا عالم
مجھ سے برداشت اب نہیں ہوتا
اب تو اذنِ سفر عطا کیجے



فروعِ نعتِ لائبریری گوجرانوالہ

ہائیکو

ادبار کی رتیں تو ٹھہر ہی گئیں حضور!
اُمت کی سمت ایک نظر التفات کی
تا، ہو سکے خزاں کا یہ موسمِ شجر سے دور



فروع نعت لائبریری گو جرانوالہ

اُمیدِ طیبہ رسی

رمزِ معراج

رات کے چھوٹے سے حصے میں سفر تالامکاں ☆
صرف آقا کے لیے دنیا میں ممکن ہو سکا

مصلحت یہ تھی کہ وہ دیکھیں سبھی آیاتِ حق
اور دیں انساں کو سارا علم خود دیکھا ہوا

عالمِ انسانیت میں آپ وہ انسان ہیں
رب نے بلوا کر جنہیں دیدار کا موقع دیا

علم کی عین الیقین تک وسعتیں دیکھے کوئی
روشنی آفاق کی ہے مصطفیٰ تا مصطفیٰ



☆ (ہر عیب سے) پاک ہے وہ ذات جس نے سیر کرائی اپنے بندے کو رات کے قلیل حصے
میں مسجدِ حرام سے مسجدِ اقصیٰ تک، بابرکت بنا دیا ہے ہم نے جس کے گرد و نواح کو تاکہ ہم دکھائیں اپنے
بندے کو اپنی قدرت کی نشانیاں۔ (آیتِ ابنی اسرائیل [۱۷] ترجمہ: ضیاء القرآن)

بدھ: ۲۷ / رجب المرجب ۱۴۳۲ھ ۲۹ جون ۲۰۱۱ء

فروعِ نعتِ لاجبیری گو جرانوالہ

صلی اللہ
علیہ وسلم

وہ جس کے نور سے یہ خاکداں درخشاں ہے
تمام عرصہ گیتی میں ایک انساں ہے

عمل تو ہو نہ سکا کچھ مگر یہ کم تو نہیں
کہ دل میں پیرویِ مصطفیٰ کا ارماں ہے

رقم بھی کرتا ہے احوالِ قلبِ ہجر زدہ
قلم نگارشِ مدحت پہ آپ نازاں ہے

حضور اُمتِ عاصی ہے آج خوار و زبوں
ہر ایک صاحبِ دل اُمتی پریشاں ہے

فروع نعت لاجبیری گو جرانوالہ

امیدِ طیبہ رسی

ہر ایک سمت لہو بہہ رہا ہے دنیا میں
لہو بھی صاحبِ ایمان ہی کا ارزاں ہے

عجیب خوفِ فضاؤں پہ چھا رہا ہے حضور!
گلی گلی مرے شہروں میں موت رقصاں ہے

حضور! کس کو سناؤں میں اب فسانہٴ غم
خفا ہے رب، تو یہ دنیا بھی مجھ سے نالاں ہے

عمل ہے زشت، دعاؤں میں کیا اثر ہوگا؟
دعا بھی زیرِ فلک مدتوں سے لرزاں ہے

ترے عمل کی نحوست ہے سب عزیزِ احسن
کہ یہ بسیطِ فضا بھی مثالِ زنداں ہے



ہفتہ ۶ جمادی الاول ۱۴۳۰ھ..... ۱۲ مئی ۲۰۰۹ء بھارہ کہو

مدحت کی آرزو

مدحِ آقا کی تڑپ دل میں لیے

میں اچھوتے لفظ، نادر صوت

پاکیزہ خیال

اپنے رب سے مانگتا ہوں روز و شب

اور پھر ہوتا ہے

قلب مضطرب کو یہ یقین

مجھ پہ ہوگا مہرباں ربِّ قدیر

اور بخشے گا وہ لہجہ

مدحِ آقا کے لیے

جس میں نورِ صدق

سوزِ قلب

تنویرِ خیال و فکر

کی سب جھلکیاں ہوں گی

لفظ کے شیشے میں

میرے قلب کی دھڑکن

لہو کا رنگ

فروعِ نعتِ لائبریری گو جرانوالہ

اُمیدِ طیبہ رسی

جانِ مضطرب کی سب تپش
جھلکے گی

میرے جذبہء مدحت گزاری کی
جلا ہوگی

حضور کی وہ ساعت آئے گی
جس میں

مری روح تپاں

آقا کے قدموں پر فدا ہوگی

مرے لب مدحت سرکار

میں مصروف ہوں گے

آنکھ روئے کے حسیں

گنبد پہ ہوگی

قلب کی دھڑکن میں

جاؤک کی قرآنی بشارت

گو نجی ہوگی

وہی ساعت

مری معراج کی ہوگی!



منگل ۱۶ رجب المرجب ۱۴۳۱ھ مطابق ۲۹ جون ۲۰۱۰ء

فروعِ نعتِ لاجبیری گو جرانوالہ

صلی اللہ
علیہ وسلم

پیرویِ شہ دیں سے ہو میسر عرفان
کاش ہو جائے ہمارا بھی مقدر عرفان

میرے اعمال سے سچائی کی کرنیں پھوٹیں
اتباعِ شہ والا کا ہو مظہر عرفان

ان کی نعتوں میں ہوں آداب کے اسلوب تمام
لفظ و معنی کا جو پا جائیں سخنور عرفان

ساری مخلوق میں اشرف ہے، مگر انساں کو
لا سکا نفس کے چنگل سے نہ باہر عرفان

فروع نعت لائبریری گو جرانوالہ

اُمیدِ طیبہ رسی

کاش احرام میں ، میں قبلہ دیں تک پہنچوں
اور ہو جائے عطا مجھ کو کھلے سر عرفان

شبِ اسراء کے طفیل اب مجھے منزل مل جائے
کھول دے مجھ پہ بھی معراج کے سب در عرفان

میں کراچی سے مدینے کی محافل دیکھوں
مجھ کو دکھلائے مقدر سے یہ منظر عرفان

مجھ پہ بھی رحمتِ سرکار کے سب در وا ہوں
میری سیرت کو بھی دے جائے وہ جوہر عرفان

کاش ہر لفظ کو خوشبوئے حرم حاصل ہو
جذبہٴ عشق سے ہو مدح سراسر عرفان

ہجرِ آقا نے یہ احساس جگایا احسن
نفسِ لوامہ کو دیدیتا ہے شہپر عرفان

بروز اتوار ۲۵ اکتوبر ۲۰۰۹ء

صَلَّى اللهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

جمال و حسنِ رسالت مآب دیکھتے ہیں
جو دل کی آنکھوں سے ام الکتاب دیکھتے ہیں

لقائے روئے مبارک کا خواب دیکھتے ہیں
حضور! ہم بھی بصد اضطراب دیکھتے ہیں

اگرچہ ہجر کے کانٹوں سے زخم زخم ہے دل
بچشمِ روح، حرم کے گلاب دیکھتے ہیں

خوشا کہ آنکھوں میں اس طرح بس گیا طیبہ
بہر نظر بَلَدِ لاجواب دیکھتے ہیں

ہم ایسے ہجر زدہ ، زائرانِ طیبہ کو
بصد خلوص، بچشمِ پُر آب دیکھتے ہیں

ان عاشقانِ نبی پر ہوں جان و دل قرباں
جو دور رہ کے انھیں بے نقاب دیکھتے ہیں

عزیزِ کاش! میں ان پاشکستگاں میں رہوں
جو خود کو ہجر میں بھی باریاب دیکھتے ہیں



پیر: ۱۱/شعبان المعظم ۱۴۳۳ھ مطابق: ۲/جولائی ۲۰۱۲ء

بشارت

کہا یہ مجھ سے کچھ عرفاں پناہ لوگوں نے
جو زیرِ چرخِ بریں انقلاب دیکھتے ہیں

”غممیں نہ ہو کہ زمانہ بدلنے والا ہے
ہم اپنے دین کا عہدِ شباب دیکھتے ہیں“



بدھ: ۱۳/شعبان المعظم ۱۴۳۳ھ مطابق: ۴/جولائی ۲۰۱۲ء

فروعِ نعتِ لائبریری گو جرانوالہ

مناقب

فروعِ نعتِ لائبریری گو جرانوالہ

منقبت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

انبیا کے بعد سب سے بہترین انسان کو
میرے آقا کی رفاقت کے لیے رب نے چنا

اور پھر اُس بہترین انسان کو مخلوق میں
صدق کے پیکر کی صورت میں نمایاں کر دیا

نام عبد اللہ تھا جس کا وہی ٹھہرا عتیق
آتشِ دوزخ سے از خود جس کو چھٹکارا ملا

پھر صحابہ میں پڑا صدیق اکبر اُس کا نام
جس کی عظمت کی گواہی مل رہی ہے صبح و شام



فروعِ نعتِ لائبریری گو جرانوالہ

منقبتِ حضرت علی رضی اللہ عنہ

بے شک وہ صحابی بھی ہیں دامادِ نبی بھی
اول ہیں وہی اُمتِ مسلم کے ولی بھی

عصمت تو ہوئی ختمِ نبوت پہ مگر ہاں
محفوظ تھے عصیاں کی نجاست سے علی بھی

وہ عہدِ امارت میں بھی تھے فقر سراپا
ٹھکرایا انہوں نے ہر اک اندازِ شہی بھی

بو بکر و عمر کے بھی مشیر آپ تھے بے شک
ممنون رہے اُن کی فراست کے غنی بھی

اصحابِ نبی سب ہی ہدایت پہ ہیں بے شک
اکِ نجمِ ہدایت ہیں سرِ چرخِ علی بھی

اصحاب کی اُلفت نے سکھایا ہے یہ نکتہ
روشن ہے وہ دل جس میں رہے حبِّ علی بھی

شبیر نے پائی تھی شجاعت بھی علی سے
منظہر تھی اُسی حلم کی طرزِ حسنی بھی

دونوں کا عمل منظہرِ تعلیمِ علی تھا
دونوں میں جھلکتا تھا شعارِ پدری بھی

کردارِ علی حلمِ حسن میں مترشح
ایثارِ حسینی میں ہے طیبِ اسدی بھی

اُمیدِ طیبہ رسی فروغِ نعتِ لائبریری گوجرانوالہ

حلمِ حسن و طرزِ حسینی میں یقیناً
ہے مرتضوی حسن ، جمالِ نبوی بھی

ہے مرتضوی خلق تو اخلاص سراپا
اخلاص فی الاسلام ہے تعلیمِ نبی بھی

ہم مرتضوی خلق سے بیگانے ہیں یکسر
اظہارِ محبت میں ہیں باتوں کے دھنی بھی

دعوے ہیں بہت حُبِ علی کے مگر احسن !
اخلاص کی خوشبو سے ہے کردار تہی بھی



ہفتہ: ۳ / رمضان المبارک ۱۴۳۱ھ ۱۴ / اگست ۲۰۱۰ء

فروعِ نعتِ لائبریری گو جرانوالہ

”اصحاب (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) النبی“ ﷺ

میں نے سیکھا ہے صحابہ ہی سے ایمان عزیز!
کس طرح اُن کی محبت کا نہ اعلان کروں
قربِ آقا کا بھی امکان ہے ان کے ہی طفیل
کیوں نہ آقا کی معیت کا میں سامان کروں

۲

میری مائیں ہیں سب ازواجِ رسولِ اکرم
ان میں تفریق کسی طور نہیں کر سکتا
وہ جو اعدا کی بنائی ہوئی باتیں ہیں عزیز!
اُن پہ اک لمحہ کو بھی غور نہیں کر سکتا

۳

جانتا ہوں، کہ ہیں زینب بھی نبی کی دختر
تھیں رقیہ بھی امامِ دوسرا کی بیٹی
اُمِ کلثوم بھی تھیں آپ کی دختر بے شک
فاطمہ زہرا بھی تھیں باغِ رسالت کی کلی

۴

ساری اولادِ نرینہ مرے آقا کی عزیز!
محترم میرے لیے ہے، کہ نبی زاد ہے وہ
ہے جو بدخواہِ نبی بس وہی ابتر ہے یہاں
کیوں کہ اس ضمن میں ظالم ستم ایجاد ہے وہ

۵

ہر مسلمان کا عقیدہ ہے کہ اطرافِ نبی
جس قدر صاحبِ ایمان تھے سب عادل تھے
ساری ازواج تھیں اصحاب کے مانند نجوم
اور اولادوں میں سب لوگ مہِ کامل تھے

۶

ہے یہ تعلیمِ نبی کوئی فضیلت میں عزیز! کسی انسان سے بڑھ کر نہیں تقوے کے بغیر نسب و نسل کی کچھ قدر نہیں اس کے سوا کہ ہوں ایمان میں کامل وہ حسن ہوں کہ عمیر

۷

ہوں وہ اصحاب کہ ازواج کہ اولادِ نبی سب کی تعظیم ہی واجب ہے مسلمانوں پر لوگ جو کرتے ہیں توہین کسی کی بھی عزیز! ظلم کرتے ہیں وہ خود اپنے تئیں جانوں پر

۸

وہ مؤرخ ، وہ مقرر ، وہ محدث ، وہ فقیہ جو بزرگوں پہ کرے طعن وہ خود جاہل ہے اپنے اس فعل سے کرتا ہے وہ خود کو ہی خراب ایسے ہر فرد کی لاریب سقر منزل ہے ایسے ناری سے محبت تو نہیں ہو سکتی



منگل: ۱۳ جمادی الاول ۱۴۲۹ھ ۲۰۰۸ مئی ۲۰۰۸ء

منقبت حسین رضی اللہ عنہ

حسین حق کے لیے جاں لٹانے والے تھے
رہ حیات درخشاں بنانے والے تھے

انہیں ڈرا نہیں سکتی تھی موت میداں میں
وہ پیش مرگ سدا مسکرانے والے تھے

وہ ایک رب کے سوا کب جھکے کسی کے حضور؟
وہ راہِ صدق لہو سے سجانے والے تھے

زمانہ ساز کہاں تھے حسین ابن علی؟
رہ وفا میں وہ سب کچھ لٹانے والے تھے

انہیں تو وقت کو اپنا غلام کرنا تھا
کہاں وہ زیست کا احساں اٹھانے والے تھے

وہ اک سحاب کے مانند ہر زمانے میں
ہر ایک قریہ ہستی پہ چھانے والے تھے

جب امتحانِ عزیمت ہوا تو میدان میں
حسین شانِ شجاعت دکھانے والے تھے

عدو کے ہاتھوں میں نیزے تھے شیطنت کے مگر
حسین سیفِ صداقت چلانے والے تھے

حسین آج بھی زندہ ہیں لوحِ گیتی پر
کہاں گئے جو انھیں آزمانے والے تھے

یہی پیام ملا آنے والی نسلوں کو
حسین شمعِ صداقت جلانے والے تھے

میں شرمسار ہوں ان رفتگاں کی روحوں سے
جو شہرِ صدق میں سب کو بلانے والے تھے

جو سچ کے دیپ جلاتے رہے زمانے میں
جو حق کے گیت جہاں کو سنانے والے تھے

وہ اولیاء جو زمانے کو درسِ حق دے کر
ہر ایک عہد کی قسمت جگانے والے تھے

وہ اصفیاء جو سرِ منزلِ وفا آکر
زماں زماں کی فضاؤں پہ چھانے والے تھے

وہ اہل علم جو سچے عمل کے خوگر تھے
سیاہیاں جو دلوں کی مٹانے والے تھے

ترس رہی ہیں انہیں دیکھنے کو اب آنکھیں
جو لوگ جادۂ حق پر چلابنے والے تھے

حُسنِ لوگ جو راہِ حُسن پر چل کر
کلاہِ کبر زمیں پر گرانے والے تھے

انہیں حُسن سے فی الاصل عشق تھا احسن
وہ تیری طرح نہ باتیں بنانے والے تھے!



جمعہ: ۲۳/ذی الحجہ ۱۴۳۰ھ..... ۱۱/دسمبر ۲۰۰۹ء

فروعِ نعتِ لائبریری گو جرانوالہ

شاہِ جیلاں رضی اللہ عنہ

قبلہ اہلِ محبت دستگیرِ بے کساں
آپ ہیں بے شک جہاں میں رہنمائے سالکاں

اسوۂ ختمِ الرسل کا عکسِ کامل غوثِ پاک
جن کی طیبِ خلق نے پیدا کیے صد گلستاں

آپ کی شانِ ولایت دیکھ کر رہنے لگے
ہر زمانے کے ولی تعریف میں رطب اللساں

لاڈلے بیٹے رسولِ ہاشمی کے آپ ہیں
قطب ہیں ہر عہد کے، ہیں آپ جانِ عارفاں

فروعِ نعتِ لائبریری گوجرانوالہ

راہبر کی مجھ کو ہے اتنی ضرورت بالیقین
جتنی ہوتی ہے مسافر کو سفر کے درمیاں

میں مسافر ہوں مجھے راہِ بقا درکار ہے
غوثِ اعظم آپ تو ہیں راہِ حق کے راہداں

سالکانِ راہ کے قبلہ نما ہیں آپ ہی
عارفانِ جادۂ حق کے ہیں میرے کارواں

میں رسولِ ہاشمی کا ایک ادنیٰ امتی
چاہتا ہوں دور ہوں سب روح کی بیماریاں

ہے تمنا خیر کی جانب بڑھیں میرے قدم
کھونہ جاؤں میں گناہوں کی رتوں کے درمیاں

آپ کا در چومنے کی آرزو دل میں لیے
دشتِ غربت میں کھڑا ہوں، جاؤں تو جاؤں کہاں؟

فروع نعت لائبریری گو جرانوالہ

اُمیدِ طیبہ رسی

اہلِ پاکستان پر یا شاہ جیلاں اک نظر
آپ سے رکھتے ہیں الفت بیشتر پیر و جوان

یا محی الدین ! روح دیں ہوئی ہے مضمحل
رسم بن کر رہ گیا ہے دینِ حق بھی اب یہاں

آپ کی چشمِ کرم سے روح دیں بیدار ہو
پیرِ پیراں ، دین کا سکھ یہاں بھی ہو رواں

کاش ہو ہر اک فضا میں عکسِ نورِ محی دیں
نسخہ قرآن و سنت ہو ہمارا حرزِ جاں

اولیاء کی گردنوں پر آپ کا آیا قدم
اک نظر مجھ پر بھی ہو جائے امامِ عاشقان

یا اللہ العالمیں تیرے محی الدین کا
فیض احسن تک بھی پہنچے از طفیلِ چشتیاں



فروع نعت لائبریری گوجرانوالہ

علم، شعور، آگہی، تفہیم کائنات، رنگ، خوش بو، منزل یہ سب ذاتِ رسول ﷺ کے استعارے ہیں۔ ان استعاروں میں عزیز احسن کو سرکارِ رسول ﷺ کی نسبت سے روشنی کا استعارہ بے حد پسند ہے۔ روشنی، علم بھی ہے، عرفان بھی اور آگہی بھی۔ روشنی سے اپنی ذات کے پردے بھی اٹھتے ہیں اور کائنات کے اسرار و رموز بھی بے نقاب ہوتے ہیں۔ نزولِ قرآن کے بعد جو فجر طلوع ہوئی ہے اس کی روشنی ابد الابد تک ذہنوں اور کائنات کو روشن رکھے گی۔

اے نورِ ازل چراغِ آخر
مجھ کو بھی تو روشنی عطا کر
ذرہ ذرہ مصطفیٰ سے چاہتا ہے روشنی
سب سمجھتے ہیں کہ بس ان کی عطا ہے روشنی
ان کی تنویر رسالت نے بتایا خلق کو
دینِ حق کے ساتھ پیمانِ وفا ہے روشنی
مہر و ماہ و انجم و برق و شرار و کہکشاں
ہیں تو سب روشن، مگر دل کی جلا ہے روشنی
ذکرِ رسولِ پاک سے پہنچی ہے قلب تک
وہ سلسبیلِ نور وہ جنت کی روشنی
صدقے میں ان کی مدح نگاری کے پاسکوں
اے کاش روزِ حشر شفاعت کی روشنی!

عزیز احسن نے عشقِ محمد ﷺ کی روشنی میں نعت گوئی کا سفر طے کیا ہے۔
("کرم و نجات کا سلسلہ" عزیز احسن کے شعر عقیدت پر ایک نظر)

ڈاکٹر سید محمد ابوالخیر کشتی

ISBN-978-969-8918-17-0